SINCE: 2001 WITH POSITIVE VALUES

TAMIR -E- SIASAT

تعمیر سیاست

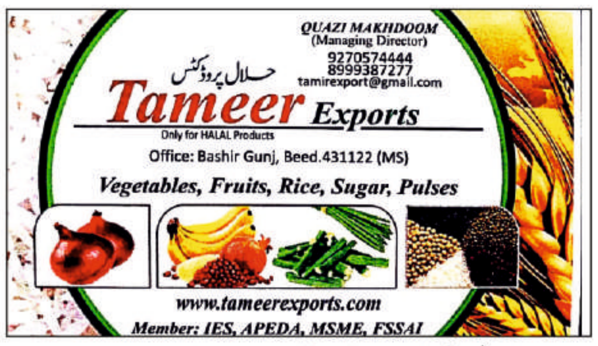

Editor in chief :Quazi Makhdoom 9270574444 Tameerurdu@gmail.com نائب مدیر: قاضی مجیب الرحمن ایڈیٹران چیف: قاضی مخدوم

RNI.NO.MAHURD/2017/72712 / Vol:09 / Issue : 75 Wednesday 18th March 2026 / Rs.2 / Pages: 4 / www.dailytameer.com / جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۷۵ رمورخہ، ۱۸؍مارچ ۲۰۲۶ء، بروز بدھ، ۲۸؍رمضان المبارک ۱۴۴۷ھ، قیمت ۲؍روپے، صفحات: ۴

ایران جنگ پر امریکہ میں دراڑ، NCTC ڈائریکٹر جو کینٹ مستعفی

واشنگٹن/۔ایجنسی ایران کو لے کر جاری فوجی کشیدگی کے درمیان امریکہ کی سیکیورٹی نظام میں ایک بڑا واقعہ سامنے آیا ہے۔امریکہ کے نیشنل کاؤنٹر ٹیررازم سینٹر (NCTC) کے ڈائریکٹر جو کینٹ نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔یہ استعفیٰ ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب امریکہ اور ایران کے درمیان کشیدگی عروج پر ہے اور ممکنہ فوجی تصادم کے خدشات پر عالمی سطح پر تشویش بڑھتی جا رہی ہے۔ذرائع کے مطابق، جو کینٹ نے اپنے استعفے میں واضح طور پر کہا کہ ایران امریکہ کے لیے فوری خطرہ نہیں تھا۔ان کا ماننا تھا کہ اس صورتحال میں جنگ جیسا قدم مناسب نہیں تھا۔یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ انہوں نے اپنے خط میں یہ ذکر کیا کہ وہ اس فوجی پالیسی کی حمایت اپنے ضمیر کے مطابق نہیں کر سکتے۔جو کینٹ کا استعفیٰ امریکی انتظامیہ کے اندر گہرے اختلافات کی نشاندہی کرتا ہے۔یہ پہلا موقع ہے کہ اتنے اعلیٰ سطح کے سیکیورٹی عہدیدار نے کھل کر جنگی پالیسی کی مخالفت کی ہے۔ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ امریکہ کی اندرونی اسٹریٹجک یکجہتی پر سوالیہ نشان کھڑا کر سکتا ہے۔ایران کے حوالے سے امریکہ کی پالیسی پہلے ہی تنازعات کا شکار رہی ہے۔حالیہ دنوں میں فوجی تیاریوں اور بیانات نے صورتحال کو مزید حساس بنا دیا ہے۔جو کینٹ کا یہ قدم نہ صرف انتظامیہ کے اندر اختلافات کو بے نقاب کرتا ہے بلکہ عالمی سطح پر امریکہ کی پوزیشن کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔سیاسی تجزیہ کاروں کے مطابق، اس استعفے سے واضح ہوتا ہے کہ امریکی حکومت کے اندر تمام عہدیدار ایران کے خلاف فوجی کارروائی کے حامی نہیں ہیں۔کچھ ماہرین نے اسے "نظام کے اندر سے اٹھنے والی وارننگ" قرار دیا ہے۔دوسری جانب، انتظامیہ کے کچھ حامیوں کا کہنا ہے کہ قومی سلامتی کے معاملات میں سخت فیصلے ضروری ہوتے ہیں اور اس طرح کے استعفے غلط پیغام دے سکتے ہیں۔اس پورے واقعے کے بعد امریکہ کی خارجہ پالیسی اور سیکیورٹی حکمت عملی پر نئی بحث شروع ہو گئی ہے۔عالمی سطح پر بھی اس خبر نے ہلچل مچا دی ہے۔کئی ممالک صورتحال پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور تحمل سے کام لینے کی اپیل کر رہے ہیں۔مشرق وسطیٰ کا خطہ پہلے ہی عدم استحکام کا شکار ہے، اور ایسے میں امریکہ کے اندرونی اختلافات صورتحال کو مزید پیچیدہ بنا سکتے ہیں۔ماہرین کے مطابق، اگر اس طرح کے اختلافات مزید بڑھے تو اس کا اثر عالمی سیکیورٹی توازن پر بھی پڑ سکتا ہے۔جو کینٹ کا استعفیٰ آنے والے دنوں میں امریکی سیاست کا بڑا موضوع بن سکتا ہے، خاص طور پر جب انتخابی ماحول بھی بتدریج گرم ہو رہا ہے۔اس واقعے نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ قومی سلامتی جیسے اہم معاملات پر بھی انتظامیہ کے اندر مکمل اتفاق رائے موجود نہیں ہے۔اب یہ دیکھنا اہم ہوگا کہ امریکی حکومت اس صورتحال کو کیسے سنبھالتی ہے اور آئندہ کیا حکمت عملی اختیار کرتی ہے۔فی الحال، جو کینٹ کے استعفے نے ایران-امریکہ کشیدگی کو ایک نیا رخ دے دیا ہے اور یہ معاملہ آنے والے دنوں میں عالمی سیاست کے مرکز میں رہ سکتا ہے۔

ایم ایل اے ابو عاصم اعظمی کی نمائندگی پر رمضان کے آخری دنوں میں غریب دکانداروں کو راحت، وزیر یوگیش قدم کا تعاون کا یقین

ممبئی۔ضمیر قاضی کی رپورٹ رمضان کا بابرکت مہینہ اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو چکا ہے اور اب عید سے قبل صرف تین دن باقی رہ گئے ہیں۔ایسے میں ممبئی کے مختلف علاقوں میں بازاروں کی رونق عروج پر ہے، جہاں لوگ دیر رات تک خریداری کرتے نظر آ رہے ہیں۔اسی دوران غریب اور چھوٹے دکانداروں سے متعلق ایک اہم مسئلہ سامنے آیا ہے۔اطلاعات کے مطابق، ان دنوں کئی غریب افراد اپنی چھوٹی چھوٹی دکانیں، ٹھیلے اور فیرے لگا کر کپڑے، کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر سامان فروخت کر کے اپنی روزی روٹی کما رہے ہیں۔رمضان کے دوران یہی ان کے لیے سب سے اہم وقت ہوتا ہے، جب وہ سال بھر کے اخراجات کے لیے کچھ بچت کر پاتے ہیں۔ذرائع کے مطابق، سماجوادی پارٹی کے سینئر لیڈر اور ایم ایل اے ابو عاصم اعظمی کی جانب سے اس مسئلے کو سنجیدگی سے اٹھایا گیا۔بتایا گیا ہے کہ اسی سلسلے میں ریاستی وزیر یوگیش قدم سے ملاقات کر کے ان سے درخواست کی گئی کہ رمضان کے ان آخری تین دنوں میں غریبوں کی دکانیں بند نہ کروائی جائیں۔یہ بھی بتایا گیا کہ ان دکانداروں میں بڑی تعداد غریب، بیوہ اور بزرگ افراد کی ہے، جو پورا سال رمضان کا انتظار کرتے ہیں تاکہ اس دوران بہتر کمائی کر سکیں۔ملاقات کے دوران عید کی خریداری کے پیش نظر بازاروں کو دیر رات تک کھلا رکھنے کا مطالبہ بھی کیا گیا۔اس پر وزیر یوگیش قدم نے مثبت رویہ اختیار کرتے ہوئے متعلقہ حکام سے بات کی۔اطلاعات کے مطابق، انہوں نے ڈی سی پی سطح پر ہدایات جاری کی ہیں کہ رمضان کے ان آخری دنوں میں سختی نہ برتی جائے اور غریب دکانداروں کو مکمل تعاون فراہم کیا جائے۔وزیر نے یہ بھی یقین دہانی کرائی کہ انتظامیہ اس دوران انسانی ہمدردی کے تحت کام کرے گی تاکہ ضرورت مند افراد کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔مقامی افراد اور تاجروں نے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے اور اسے ایک راحت بخش قدم قرار دیا ہے۔ماہرین کے مطابق، ایسے فیصلے نہ صرف غریب طبقے کو سہارا دیتے ہیں بلکہ سماجی ہم آہنگی کو بھی مضبوط کرتے ہیں۔ممبئی کے مانکھرد، شیواجی نگر اور گوونڈی جیسے علاقوں میں ان دنوں بازاروں میں کافی بھیڑ دیکھنے کو مل رہی ہے۔عید سے قبل خریداری کا یہ آخری مرحلہ دکانداروں کے لیے انتہائی اہم سمجھا جاتا ہے۔فی الحال، انتظامیہ کی اس یقین دہانی کے بعد امید کی جا رہی ہے کہ رمضان کے باقی دنوں میں غریب دکانداروں کو راحت ملے گی اور وہ بغیر کسی رکاوٹ کے اپنا کاروبار جاری رکھ سکیں گے۔

نجی املاک پر نماز پر پابندی پر ہائی کورٹ برہم، حکومت سے سوال، کیا ہندوؤں کی پوجا بھی روکی جائے گی؟

پریاگ راج ایجنسی۔الہ آباد ہائی کورٹ نے اتر پردیش کے سنبھل میں رمضان کے دوران نماز پر مبینہ انتظامی پابندی کے معاملے پر سخت رویہ اختیار کیا ہے۔عدالت نے اس کیس کی سماعت کے دوران ریاستی حکومت اور انتظامیہ سے کئی سخت سوالات کیے ہیں۔ہائی کورٹ کی بنچ، جس میں جسٹس اتل شری دھرن اور جسٹس سدھارتھ نندن شامل ہیں، نے واضح طور پر کہا کہ اگر مسلمانوں کو نجی املاک میں نماز ادا کرنے سے روکا جاتا ہے تو کیا اسی بنیاد پر ہندوؤں کو بھی اپنے گھروں میں پوجا کرنے سے روکا جا سکتا ہے؟ سماعت کے دوران عدالت نے کہا کہ بھارت کا آئین ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی دیتا ہے۔خاص طور پر آئین کے آرٹیکل 25 کے تحت ہر فرد کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت اور مذہبی سرگرمیاں انجام دینے کا بنیادی حق حاصل ہے۔عدالت نے یہ بھی واضح کیا کہ: نجی املاک (جیسے گھر یا ذاتی احاطہ) میں نماز یا پوجا کو عام طور پر نہیں روکا جا سکتا۔انتظامیہ صرف اسی صورت میں مداخلت کر سکتی ہے جب کوئی سرگرمی عوامی نظم و نسق کو متاثر کرے یا عوامی مقامات پر بد نظمی پیدا ہو۔اس معاملے میں عدالت نے انتظامیہ کے طریقۂ کار پر بھی سوال اٹھائے اور اشارہ دیا کہ اگر افسران قانون و نظم برقرار رکھنے میں ناکام ہیں تو انہیں اپنے عہدے چھوڑ دینے چاہئیں۔یہ معاملہ ضلع سنبھل میں رمضان کے دوران نماز پر مبینہ پابندیوں سے متعلق ہے، جس پر درخواست دائر کی گئی تھی۔عدالت نے سماعت کے دوران مذہبی آزادی کے حق کو دہراتے ہوئے انتظامیہ سے جواب طلب کیا ہے۔قانونی ماہرین کے مطابق، عدالت کے یہ ریمارکس کسی ایک مذہب کے حق یا مخالفت میں نہیں بلکہ تمام شہریوں کے لیے یکساں حقوق اور آئینی تحفظ کی توثیق ہیں۔نتیجہ: ہائی کورٹ کے ان ریمارکس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بھارت میں نجی مقامات پر مذہبی سرگرمیوں کی آزادی ایک بنیادی حق ہے، اور انتظامیہ اسے بغیر کسی معقول وجہ کے محدود نہیں کر سکتی۔

ایس آئی آر عمل شروع کرنے سے پہلے خراب ووٹر فہرستوں کی اصلاح کی جائے

بیڑ (نامہ نگار): ایس آئی آر (اسپیشل انٹینسیو ریویژن) عمل کو نافذ کرنے کے لیے دی گئی ووٹر فہرستوں میں ووٹروں کے نام، پتے اور عمروں میں بڑی تعداد میں غلطیاں پائی جا رہی ہیں، حتیٰ کہ متعدد فوت شدہ افراد کے نام بھی فہرستوں میں شامل ہیں۔اس لیے ایس آئی آر عمل شروع کرنے سے پہلے ان خراب ووٹر فہرستوں کو درست کیا جائے۔یہ مطالبہ آزاد صحافی ایس ایم یوسف اور سینئر سماجی کارکن و صنعتکار رمیش راو گنگادھرے نے ضلع کلکٹر کے توسط سے چیف الیکشن کمشنر کو بھیجے گئے ایک میمورنڈم میں کیا ہے۔میمورنڈم میں کہا گیا ہے کہ بھارت میں ایس آئی آر یعنی اسپیشل انٹینسیو ریویژن عمل شروع کیا گیا ہے، جس کی آخری تاریخ 31 مارچ 2026 مقرر کی گئی ہے۔اس حساب سے اب اس عمل کے لیے صرف 15 دن باقی رہ گئے ہیں، لیکن اس کے باوجود اس عمل کے لیے مقرر کیے گئے بی ایل او (BLO) ابھی تک گھروں تک نہیں پہنچے ہیں۔متعدد بی ایل او کسی ایک وارڈ کی کسی اسکول، کسی کونسلر کے گھر یا کسی سیاسی کارکن کے گھر بیٹھ کر دستیاب معلومات کی بنیاد پر ہی اس عمل کو مکمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ہر بی ایل او کو ہر گھر جا کر ہر ووٹر کی تفصیل درج کرنا ضروری ہے، مگر ایسا ہوتا نظر نہیں آ رہا۔مزید یہ کہ سن 2000، 2002، 2005 یا گزشتہ انتخابات میں استعمال ہونے والی ووٹر فہرستیں لی جائیں کوئی بھی فہرست ہو، ان میں ووٹروں کے نام، پتے اور عمریں بڑی حد تک غلط درج ہیں۔انہی خراب فہرستوں کی بنیاد پر بی ایل او ایس آئی آر عمل انجام دے رہے ہیں۔ان خراب فہرستوں کی وجہ سے ووٹروں کی درست میپنگ نہیں ہو پا رہی، جس کے باعث عوام کو شدید ذہنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔حقیقتاً ایس آئی آر جیسے اہم عمل کو شروع کرنے سے پہلے تمام ووٹر فہرستوں کو مکمل طور پر درست اور اپڈیٹ کرنا ضروری تھا، مگر اس کے برعکس ناقص فہرستوں کے ساتھ یہ عمل جاری ہے۔مزید برآں، سن 2000 سے لے کر اب تک انتقال کر جانے والے بے شمار افراد کے نام بھی آج تک ووٹر فہرستوں میں شامل ہیں۔ان تمام سنگین مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پورے بھارت میں ووٹر فہرستوں کو پہلے مکمل طور پر درست اور خرابیوں سے پاک کیا جائے، تاکہ ووٹروں کے نام، پتے اور عمروں کی صحیح معلومات درج کی جا سکیں، اور اس کے بعد ہی ایس آئی آر عمل نافذ کیا جائے۔یہ مطالبہ ایس ایم یوسف اور رمیش راو گنگادھرے نے اپنے میمورنڈم میں کیا ہے۔

پی ایم او کی جانب سے بی جے پی کے بلڈر ایم ایل اے کے خلاف کارروائی کی ہدایت، وزیر اعظم کا وزیر اعلیٰ کو خط

ممبئی (ضمیر قاضی) وزیر اعظم نریندر مودی کی جانب سے اپنی ہی پارٹی کے ایک بلڈر ایم ایل اے کے خلاف کارروائی کے احکامات جاری کیے جانے سے سیاسی حلقوں میں ہلچل مچ گئی ہے۔میرا بھائندر کے بی جے پی ایم ایل اے نریندر مہتا اب قانونی شکنجے میں آتے دکھائی دے رہے ہیں۔ان پر کروڑوں روپے کے سرکاری ریونیو کے نقصان اور آدیواسیوں کے ساتھ دھوکہ دہی کے سنگین الزامات عائد کیے گئے ہیں۔ان شکایات کا نوٹس براہِ راست وزیر اعظم کے دفتر (پی ایم او) نے لیا ہے اور اس معاملے میں وزیر اعلیٰ کے دفتر کو سخت کارروائی کی ہدایت دی گئی ہے۔نریندر مہتا 'سیون الیون' کمپنی کے مالک ہیں اور اسی کمپنی کے ذریعے بڑے پیمانے پر زمینوں میں بے ضابطگیوں کے الزامات ان پر لگے ہیں۔الزام ہے کہ انہوں نے میرا روڈ علاقے کے مینگروو زون میں قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 'سیون الیون کلب' کی تعمیر کی۔اس معاملے میں ممبئی ہائی کورٹ پہلے ہی ان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کے احکامات دے چکی ہے۔اب یہ معاملہ صرف ماحولیاتی خلاف ورزی تک محدود نہ رہ کر ایک بڑے مالی گھوٹالے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔500 کروڑ کی اسٹامپ ڈیوٹی گھوٹالے کا الزام یہ بھی سامنے آیا ہے کہ نریندر مہتا نے کسانوں، خاص طور پر آدیواسیوں کی زمینیں باقاعدہ رجسٹری کے بغیر انتہائی کم قیمت پر خریدیں۔اس عمل کے ذریعے انہوں نے حکومت کو تقریباً 400 سے 500 کروڑ روپے کی اسٹامپ ڈیوٹی کا نقصان پہنچایا، ایسی شکایت میں دعویٰ کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ 'اپنا گھر' پروجیکٹ میں 79 کروڑ روپے کے ریت رائلٹی گھوٹالے اور میٹرو فلائی اوور منصوبے کی لاگت 217 کروڑ سے بڑھا کر 620 کروڑ روپے کرنے کے معاملے کی بھی جانچ شروع ہو گئی ہے۔اس معاملے نے اس وقت مزید زور پکڑا جب ریونیو وزیر چندر شیکھر باونکولے کے ایک مبینہ خط کی چرچا سامنے آئی، جس میں نریندر مہتا کو 'بھوم مافیا' کہا گیا ہے۔کانگریس رہنما نانا پٹولے نے بھی اس مسئلے کو اٹھاتے ہوئے الزام لگایا ہے کہ مہتا نے آدیواسیوں کی زمینوں پر قبضہ کیا اور حکومت پر دباؤ بنایا۔انہوں نے یہ خط ایوان میں پیش کرنے کا بھی اعلان کیا ہے۔دوسری جانب، بی جے پی ایم ایل اے نریندر مہتا نے اپنے اوپر لگائے گئے تمام الزامات کو مسترد کر دیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ میرا بھائندر میں کانگریس کا وجود ختم ہونے کی وجہ سے مقامی رہنما مایوس ہیں اور وہی نانا پٹولے کو غلط معلومات فراہم کر رہے ہیں۔

ریاست میں گیس سلنڈر کے لیے لمبی قطاریں، مگر حکومت قلت سے انکار واٹس ایپ نمبر جاری

ممبئی (ضمیر قاضی) اسرائیل-امریکہ-ایران کشیدگی کے باعث ایندھن کی فراہمی متاثر ہونے سے ریاست بھر میں گیس، پیٹرول اور ڈیزل کی کمی محسوس کی جا رہی ہے۔گیس سلنڈر کے لیے ڈیڑھ سے دو کلومیٹر تک لمبی قطاریں لگی ہوئی ہیں، تاہم حکومت اب بھی سلنڈر کی قلت نہ ہونے کے دعوے پر قائم ہے۔اسمبلی کے گرمیوں کے اجلاس میں اپوزیشن کی جانب سے یہ مسئلہ اٹھائے جانے کے بعد منگل کو خوراک و شہری رسد کے وزیر چھگن بھجبل نے قانون ساز کونسل میں اس پر وضاحت دی۔انہوں نے کہا کہ گھریلو سلنڈروں کی کوئی کمی نہیں ہے، البتہ کمرشل سلنڈروں کے استعمال پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔بہتر نظام کے لیے ریاستی سطح پر کنٹرول روم قائم کیا گیا ہے اور واٹس ایپ نمبر 9769919221 جاری کیا گیا ہے۔انہوں نے بتایا کہ ریفائنریوں میں ایل پی جی کی پیداوار 000,9 میٹرک ٹن سے بڑھا کر 000,11 میٹرک ٹن کر دی گئی ہے۔اسکولوں، کالجوں اور اسپتالوں کو 100 فیصد گیس فراہمی یقینی بنانے کی ہدایت دی گئی ہے۔وزیر نے مزید کہا کہ ایل پی جی کی قیمتیں مرکزی حکومت طے کرتی ہے اور حال ہی میں تقریباً 60 روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔کچھ کنٹینرز پھنس جانے کے باعث خراب ہونے والی اشیاء کے بارے میں خدشات ظاہر کیے گئے تھے، جس پر وزیر اعلیٰ سے بات چیت ہوئی ہے اور ڈیمریج فیس معاف کرنے کی کوشش جاری ہے۔انہوں نے کہا کہ اگر گیس کی فراہمی میں رکاوٹ آئے تو کوئلہ اور مٹی کا تیل (کیروسین) جیسے متبادل ایندھن پر غور کیا جا رہا ہے۔کیروسین کی سپلائی بہتر بنانے کے لیے بھی اقدامات کیے جا رہے ہیں۔گندم اور دالوں کی قیمتوں میں بڑی اضافہ نہیں ہوا، صرف 2 سے 3 روپے کی معمولی بڑھوتری دیکھی گئی ہے۔بین الاقوامی حالات کے سبب کچھ جہاز روک دیے گئے تھے، تاہم اب کچھ جہاز ممبئی، کانڈلا اور کوچین پہنچ چکے ہیں۔بھارت حکومت روس، ایران اور دیگر ممالک سے ایندھن کی سپلائی بڑھانے کی کوشش کر رہی ہے۔خلیجی ممالک میں حملوں کے باعث عالمی سطح پر عارضی کمی پیدا ہو سکتی ہے۔گھریلو صارفین، اسپتالوں اور تعلیمی اداروں کو ترجیحی بنیاد پر گیس فراہم کی جا رہی ہے۔کچھ بڑے ہوٹلوں کو متبادل ایندھن اپنانے میں دشواری ہو رہی ہے، تاہم دیگر ریستورانوں نے کوئلہ اور کیروسین کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ریاست میں قائم چوکسی ٹیموں کے مطابق یکم جنوری سے 15 مارچ 2026 تک 2129 جانچیں کی گئیں، 1208 گیس سلنڈر ضبط کیے گئے، ضبط شدہ مال کی مالیت 411,66,33 روپے رہی، 23 مقدمات درج ہوئے اور 18 افراد کو گرفتار کیا گیا۔حکومت نے عوام سے اپیل کی ہے کہ پیٹرول، ڈیزل اور ایل پی جی کی فراہمی کو لے کر پریشان نہ ہوں۔تاہم زمینی حقیقت یہ ہے کہ کئی صنعتی علاقوں میں گیس کی کمی برقرار ہے اور شہریوں کو صبح سویرے سے قطاروں میں کھڑا ہونا پڑ رہا ہے۔96 گھنٹوں میں گیس سپلائی کا دعویٰ انتظامیہ نے گیس کی تقسیم کو منظم بنانے کے لیے او ٹی پی نظام لازمی قرار دیا ہے اور 96 گھنٹوں کے اندر صارفین کو گیس فراہم کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔تاہم کئی علاقوں میں حالات اب بھی قابو سے باہر دکھائی دیتے ہیں۔کچھ مقامات پر بلیک مارکیٹنگ بڑھنے کی شکایات سامنے آئی ہیں، جہاں صارفین کو سلنڈر کے لیے 400 روپے تک اضافی رقم ادا کرنی پڑ رہی ہے۔اگرچہ حکومت قلت سے انکار کر رہی ہے، لیکن بڑھتی ہوئی قطاریں، متبادل ایندھن کا استعمال اور بلیک مارکیٹنگ کی شکایات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ صورتحال سنگین ہوتی جا رہی ہے۔

کوشش فاؤنڈیشن کی جانب سے ca میں کامیاب نوجوان قاضی وسیع کو 25 ہزار کا انعام

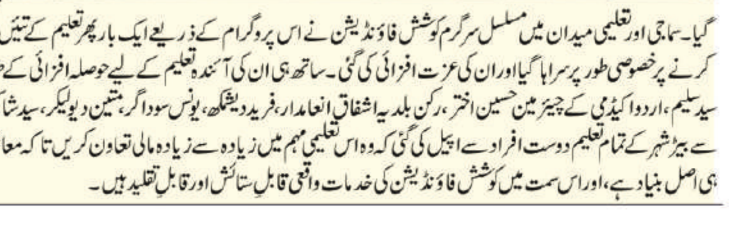

بیڑ نامہ نگار بتاریخ 15 مارچ بیڑ کے کنگز پیلس ہال میں کوشش فاؤنڈیشن کی جانب سے ایک شاندار افطار پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔سماجی اور تعلیمی میدان میں مسلسل سرگرم کوشش فاؤنڈیشن نے اس پروگرام کے ذریعے ایک بار پھر تعلیم کے تئیں اپنی وابستگی کو اجاگر کیا۔اس موقع پر حافظ قاضی وسیع الدین وزیر الدین نامی ہونہار طالب علم کو CA امتحان میں کامیابی حاصل کرنے پر خصوصی طور پر سراہا گیا اور ان کی عزت افزائی کی گئی۔ساتھ ہی ان کی آئندہ تعلیم کے لیے حوصلہ افزائی کے طور پر کوشش فاؤنڈیشن کی جانب سے فوری طور پر 000,25 روپے کا چیک بھی پیش کیا گیا۔پروگرام میں سابق ایم ایل اے سید سلیم، اردو اکیڈمی کے چیئرمین حسین اختر، رکن بلدیہ اشفاق انعامدار، فرید دیشمکھ، یونس سوداگر، متین دیولیکر، سید شاکر سمیت شہر کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی معزز شخصیات کی بڑی تعداد موجود تھی۔اس موقع پر کوشش فاؤنڈیشن کی جانب سے بیڑ شہر کے تمام تعلیم دوست افراد سے اپیل کی گئی کہ وہ اس تعلیمی مہم میں زیادہ سے زیادہ مالی تعاون کریں تاکہ معاشرے کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لیے مزید وسیع پیمانے پر کام کیا جا سکے۔منتظمین کے مطابق معاشرے کی ترقی کے لیے تعلیم ہی اصل بنیاد ہے، اور اس سمت میں کوشش فاؤنڈیشن کی خدمات واقعی قابل ستائش اور قابل تقلید ہیں۔

ڈاکٹر ریاض احمد

بنگلور میں پیش آنے والا ایک حالیہ افسوسناک واقعہ، جس میں ایک ریٹائرڈ اسرو ملازم پر مبینہ طور پر اپنی اہلیہ کو قتل کرنے کا الزام ہے۔ اور ابتدائی اطلاعات کے مطابق یہ قدم اس خوف کے باعث اٹھایا گیا کہ اس کی موت کے بعد ان کی دیکھ بھال کون کرے گا نہ صرف اس شہر بلکہ پورے معاشرے کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ رپورٹس کے مطابق یہ ایک نہایت تکلیف دہ صورتحال تھی جس میں جذباتی دباؤ، بڑھاپا، تنہائی اور مستقبل کا خوف شامل تھا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ معاملہ زیرِ تفتیش ہے۔

لیکن اس واقعے نے بہت سے لوگوں کے دلوں میں ایک گہرا اور تکلیف دہ سوال پیدا کر دیا ہے، جو جرم اور قانون سے کہیں آگے جاتا ہے:

اگر آخر کار والدین بڑھاپے میں تنہا رہ جائیں اور انہیں پیسوں سے زیادہ اپنوں کی موجودگی کی ضرورت ہو تو پھر ہم اپنے بچوں کو کامیابی کے لیے تعلیم کیوں دے رہے ہیں؟

یہ ایک مشکل سوال ہے۔ اور یہ دیانتدارانہ جواب کا مستحق ہے۔

تعلیم مسئلہ نہیں، اقدار کے بغیر تعلیم مسئلہ ہے

غم اور غصے کے لمحات میں یہ کہنا آسان ہے:

"اگر بچے باہر جا کر کیریئر بنائیں اور والدین کو تنہا چھوڑ دیں تو انہیں تعلیم ہی کیوں دی جائے؟"

لیکن یہ نتیجہ، اگرچہ جذباتی طور پر قابلِ فہم ہے، مگر حد سے زیادہ سادہ ہے۔ تعلیم خود دشمن نہیں ہے۔ درحقیقت تعلیم ہی بچوں کو عزت، مواقع، خودمختاری اور خاندان کی مدد کرنے کی صلاحیت دیتی ہے۔ اصل مسئلہ وہاں سے شروع ہوتا ہے جب تعلیم کو صرف تین نتائج تک محدود کر دیا جائے:

◆ ڈگری، ◆ تنخواہ، ◆ سماجی حیثیت

اگر تعلیم کامیاب پروفیشنلز تو پیدا کرے لیکن ذمہ دار انسان نہ پیدا کرے، تو خرابی تعلیم کے تصور میں نہیں بلکہ ہماری کامیابی کی تعریف میں ہے۔

ہم نے بچوں کو مقابلہ کرنا سکھایا ہے
ہم نے انہیں جڑے رہنا کم سکھایا ہے

جدید کامیابی کا نیا المیہ

جنوبی ایشیا اور دنیا بھر میں تارکینِ وطن خاندانوں میں ایک جانا پہچانا رجحان ابھر رہا ہے۔ والدین دہائیوں تک قربانیاں دیتے ہیں: فیسیں، کوچنگ، ہاسٹل، زبان کی تربیت، امیگریشن کاغذات، جذباتی سہارا تاکہ ان کے بچے "اچھی طرح سیٹل ہو جائیں۔" اور اکثر "سیٹل ہونا" کا مطلب ہوتا ہے: بیرونِ ملک بس جانا۔

جب بچہ کامیاب ہوتا ہے، سب جشن مناتے ہیں۔
تصاویر شیئر کی جاتی ہیں۔ ڈگریاں فریم کی جاتی ہیں۔
جاب آفر کا اعلان ہوتا ہے۔ ویزا پورے خاندان کی کامیابی بن جاتا ہے۔
لیکن آہستہ آہستہ ایک اور حقیقت گھر میں داخل ہوتی ہے:

◆ والدین بوڑھے ہوتے ہیں
◆ بیماریاں بڑھتی ہیں
◆ چلنے پھرنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے
◆ سماجی حلقے سکڑ جاتے ہیں
◆ تنہائی گہری ہو جاتی ہے

اسی مرحلے پر والدین کو ایک کڑوی حقیقت کا احساس ہوتا ہے:
مالی مدد وقت پر پہنچ سکتی ہے، مگر انسانی موجودگی براعظموں کے پار کوریئر نہیں کی جا سکتی۔

بینک ٹرانسفر دوا خرید سکتا ہے۔ وہ ماں کے پاس خاموشی سے بیٹھ نہیں سکتا۔ وہ باپ کے ڈپریشن کو محسوس نہیں کر سکتا۔ وہ یہ جملہ نہیں کہہ سکتا: "میں یہاں ہوں۔" انصاف بھی ضروری ہے: فاصلے کا مطلب ہمیشہ لاپرواہی نہیں ساتھ ہی انصاف کی بات بھی ضروری ہے۔ ہر بیرونِ ملک رہنے والا بچہ بے حس نہیں ہوتا۔ بہت سے بیٹے اور بیٹیاں جو باہر رہتے ہیں، گہرے طور پر اپنے والدین سے جڑے ہوتے ہیں۔ وہ روز کال کرتے ہیں، باقاعدگی سے ملنے آتے ہیں، علاج کا بندوبست کرتے ہیں، ہنگامی حالات سنبھالتے ہیں اور غیر معمولی محبت اور نظم کے ساتھ والدین کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور اسی شہر میں رہنے والے کچھ بچے بھی والدین کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

لہٰذا مسئلہ صرف "باہر یا گھر" کا نہیں ہے۔ مسئلہ ذمہ داری اور سہولت کا ہے۔ فاصلہ حقیقی ہو سکتا ہے۔ ویزا پابندیاں حقیقی ہیں۔ کام کا دباؤ حقیقی ہے۔ بچوں کے اپنے چھوٹے خاندان، سخت ملازمتیں اور امیگریشن کی حدود ہو سکتی ہیں۔ یہ بہانے نہیں، حقیقتیں ہیں۔ اگر ہم انہیں نظر انداز کریں گے تو ہم مسئلے کا حل نہیں بلکہ صرف اخلاقی وعظ کریں گے۔

اس لیے بنگلور کا یہ واقعہ، جتنا بھی افسوسناک ہو، اسے تمام بیرونِ ملک جانے والے بچوں کے خلاف دلیل کے طور پر استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے بجائے ہمیں ایک سنجیدہ سوال پوچھنا چاہیے: کیا ہم خاندانوں کو بڑھاپے کے لیے تیار کر رہے ہیں یا صرف بچوں کو کیریئر کے لیے؟

ہمارا تعلیمی نظام کیا سکھا رہا ہے؟

اصل بحران یہ نہیں کہ بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اصل بحران یہ ہے کہ ہماری تعلیمی اور سماجی ثقافت اکثر کامیابی کو مکمل سمجھ لیتی ہے جب بچہ حاصل کر لے:

◆ ایک ڈگری
◆ ایک نوکری
◆ ایک غیر ملکی پتہ

مگر اس ماڈل میں ہم کہاں سکھاتے ہیں:

◆ والدین کی خدمت کا فرض
◆ بزرگوں کی دیکھ بھال کی منصوبہ بندی
◆ جذباتی سمجھ بوجھ
◆ شکرگزاری
◆ سماجی ذمہ داری
◆ ذہنی صحت کا شعور

اگر ایک بچہ پیچیدہ مساوات حل کر سکتا ہے، کوڈنگ کر سکتا ہے، پورٹ فولیو سنبھال سکتا ہے، ٹیم لیڈ کر سکتا ہے، مگر بوڑھے والدین کے لیے وقت نہیں نکال سکتا تو معاشرے کو سوچنا ہوگا کہ کہیں ہم نے قابلیت کو کردار سمجھنے کی غلطی تو نہیں کی؟

تعلیم صرف کمانا نہیں سکھانی چاہیے۔
تعلیم وابستگی بھی سکھانی چاہیے۔

موجودگی صرف جسمانی نہیں مگر اس کی منصوبہ بندی ضروری ہے

ایک اور تلخ حقیقت یہ ہے کہ گلوبل دنیا میں ہر بچہ والدین کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ ہجرت جاری رہے گی۔ کیریئر لوگوں کو ملکوں کے پار لے جائیں گے۔ خاندان سرحدوں سے ماورا ہوں گے۔

لہٰذا حل یہ نہیں کہ "بچوں کو باہر نہ بھیجو۔" حل زیادہ پختہ اور ذمہ دارانہ ہے۔ خاندانوں کو بڑھاپے، نگہداشت اور جذباتی سہارا کے بارے میں بحران سے پہلے بات چیت شروع کرنی چاہیے۔ والدین اور بچے مل کر منصوبہ بنائیں:

◆ ہنگامی طبی صورتحال میں کون فوری ردِعمل دے گا؟
◆ کون سے رشتہ دار، پڑوسی یا دوست فوری رابطے میں ہیں؟
◆ مقامی سپورٹ نیٹ ورک کیا ہے؟
◆ باقاعدہ اور بامعنی ملاقاتیں کتنی ہوں گی؟
◆ ذہنی صحت پر کون نظر رکھے گا؟
◆ اگر ایک والدین پہلے فوت ہو جائیں تو کیا انتظام ہوگا؟

یہ گفتگو ئیں تکلیف دہ ہو سکتی ہیں، مگر ضروری ہیں۔ خاموشی محبت نہیں۔ منصوبہ بندی محبت ہے۔ والدین کا خواب مگر تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ

والدین کو اپنے بچوں کو تعلیم دینا جاری رکھنا چاہیے۔ بڑے خواب دیکھنا جاری رکھنا چاہیے۔ کامیابی کا جشن منانا چاہیے۔ مگر شاید خواب میں ایک چھوٹی سی اصلاح کی ضرورت ہے۔

صرف یہ نہیں: "میرا بچہ کامیاب ہو جائے۔" بلکہ یہ بھی: "میرا بچہ انسان بھی رہے۔" صرف یہ نہیں: "میرا بچہ بیرونِ ملک سیٹل ہو جائے۔" بلکہ یہ بھی: "میرا بچہ جذباتی طور پر خاندان سے کبھی ہجرت نہ کرے۔"

یہاں اقدار اہم ہیں نعروں کی صورت میں نہیں بلکہ روزمرہ عادات میں: فون کرنا، سننا، ملنے آنا، منصوبہ بندی کرنا، شامل رہنا، تکلیف کو محسوس کرنا، اور وقت پر ساتھ دینا۔

گہرا سبق: بنگلور کا واقعہ سب سے پہلے ایک انسانی المیہ ہے، پھر ایک فوجداری معاملہ، اور ساتھ ہی ایک سماجی تنبیہ۔ یہ اس خوف کو بے نقاب کرتا ہے جو بہت سے بوڑھے والدین خاموشی سے دل میں رکھتے ہیں: غربت کا نہیں، ترک کیے جانے کا؛ بھوک کا نہیں، بے بسی کا؛ پیسوں کی کمی کا نہیں، موجودگی کی کمی کا۔ کیس تاحال پولیس کی تفتیش میں ہے اور حقائق قانونی عمل کے ذریعے واضح ہوں گے۔

اگر یہ لمحہ ہمیں تعلیم پر سوال اٹھانے پر مجبور کرتا ہے، تو ہمیں صحیح سوال اٹھانا چاہیے۔ حل یہ نہیں کہ کم تعلیم دیں۔ حل یہ ہے کہ بہتر تعلیم دیں۔

ہمیں ایسی تعلیم چاہیے جو بنائے:

◆ مہارت اور ضمیر
◆ نقل و حرکت اور یادداشت
◆ کامیابی اور ذمہ داری

کیونکہ وہ معاشرہ جو شاندار کیریئر تو پیدا کرے مگر تنہا والدین چھوڑ دے وہ ابھی مکمل طور پر تعلیم یافتہ نہیں ہوا۔

◆◆◆◆

امیر حمزہ اعظمی کا تخلیقی سفر: طنزیات سے شاعری تک

اختر جمال عثمانی

امیر حمزہ اعظمی کا شمار اردو ادب کی ان شخصیات میں ہوتا ہے جن کی تخلیقی شناخت کو کسی ایک صنف یا دائرے تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ ان کا بیک وقت شاعر، صحافی اور کالم نگار کی حیثیت سے اپنا الگ اور نمایاں مقام ہے۔ ان کی شخصیت اور فن کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے صحافتی تجربے، طنزیہ و مزاحیہ شعور اور شعری کرب کا ایک ساتھ مشاہدہ کیا جائے، کیونکہ یہی تینوں عناصر ان کی تخلیقات میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اردو صحافت میں ایک طویل عرصہ گزارا، مختلف اخبارات سے وابستگی رہی، انہیں کم عمری میں ہی قومی آواز جیسے بڑے اخبار کے "گلوریاں" کالم میں لکھنے کا شرف حاصل ہوا، بعد میں روزنامہ سہارا کے ساتھ ایک طویل عرصے تک وابستہ رہے اس اخبار سے ان کا رشتہ محض ملازمت کا نہیں بلکہ فکری اور تخلیقی ہم آہنگی کا رشتہ تھا۔ ان کے طنزیہ و مزاحیہ کالم ایک مدت تک قارئین کے لیے محض تفریح نہیں بلکہ سماج کا آئینہ ثابت ہوتے رہے، جہاں ہنسی کے پردے میں تلخ سچائیاں بے نقاب ہوتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کالم وقتی حالات کے ساتھ پرانے نہیں پڑے بلکہ آج بھی پڑھے جائیں تو اپنے عہد کی گواہی دیتے محسوس ہوتے ہیں۔ ان کے طنز اور مزاح کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ایک سنجیدہ و سماجی شعور کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ وہ ہنسانے کے عمل میں قاری کو غافل نہیں کرتے بلکہ سوال اٹھاتے ہیں اور سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔ یہ رویہ ان کے 2008 میں شائع ہونے والے مضامین کے مجموعے "مٹھی بھر سچ" میں پوری آب و تاب کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ اس کتاب میں شامل تحریریں دراصل ایک ایسے قلم کار کی آواز ہیں جو سچ کو نہ پورے ہاتھوں سے سمیٹ سکتا ہے اور نہ ہی اس سے دستبردار ہونے پر آمادہ ہوتا ہے، اس لیے وہ مٹھی بھر سچ ہی سہی، مگر وہ سچ ضرور پیش کرتا ہے جو سماج میں بڑھتی ریاکاری، بددیانتی منافقت اور اخلاقی زوال کے پردوں کو چاک کر دیتا ہے۔

"مٹھی بھر سچ" کے مضامین کے عنوانات دلچسپ ہیں اور بڑی وسعت رکھتے ہیں جیسے کہ سر تحسن کی اقسام، فیل گڈ اور اصحابِ فیل، پاگلان رفتگاں، جلسہ آم، فائر بریگیڈ اور پیٹ کی آگ، ہاں میں ہاں اور نہیں میں نہیں اور مردانہ آبرو وغیرہ۔ ان مضامین کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے وطن مئو اور وہاں کی بنکر آبادی کے مسائل اور اقتصادی بدحالی کو لے کر بہت حساس ہیں۔ مضامین سے لئے گئے کچھ دلچسپ اقتباسات نذرِ قارئین ہیں: لاٹھی اور بھینس: "جس کی لاٹھی ہوتی ہے بھینس اسی کی ہوتی ہے اور ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ یہ کہاوت ہے۔ اگر یہ کہاوت نہ ہوتی تو شاید ایک آدھ ایسے لوگوں کو بھی حصولِ بھینس کا شرف حاصل ہو جاتا جو صاحبِ لاٹھی نہ ہوتے۔ تحقیقات غیر ضروری کے مطابق ماحولیات میں پائے جانے والے سارے چوپایوں میں گدھوں کے بعد بھینس کو ہی انتہائی شریف النسل، منکسر اور متحمل مزاج چوپایہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے شہر میں روزانہ تقریباً پچاس ساٹھ بھینسیں ذبح کر دی جاتی ہیں اور کوئی حرفِ شکایت زبان پر نہیں لاتیں۔ خونیں رشتہ: "یہ ننھا سا جانور اپنی انتہائی باریک سونڈ کے ذریعہ ایک کا خون دوسرے جسم تک پہونچا کر لوگوں کو خون کے رشتے سے جوڑنے کا بھی کام کرتا ہے۔" فاقہ ڈے: "زیادہ تر ڈے درج فہرست کوالٹی کے خوشحال لوگوں کے لئے ریزرو ہیں، جس طرح سرکاری نوکریوں کو ریزرویشن ہوتا ہے اسی طرح خوشیوں اور مسکراہٹوں کو ریزرویشن بھی غیر رسمی طور پر رائج الوقت ہے۔" میڈیکل کی اہمیت: "ہمارے ملک کے شہریوں کے لئے میڈیکل کی بڑی اہمیت ہے۔ یہاں میڈیکل سے مراد میڈیکل سرٹیفکیٹ ہے یہ سرٹیفکیٹ یونیورسٹیوں کی اعلیٰ ترین ڈگریوں سے بھی کہیں زیادہ اہم ہوتا ہے اور ایسی ایسی جگہ کام آتا ہے جہاں کوئی کام نہیں آتا"۔

وہ شاعر ہونے کے ناتے انہیں معلوم ہے کہ ان کی ذمہ داری کیا ہے اور اظہار کی دیانت کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ ان کی شاعری میں فرد کا دکھ بھی ہے اور سماج کا کرب بھی، مگر یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں بلکہ ایک ہی تجربے کے دو رخ بن کر سامنے آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار میں ذاتی اور اجتماعی مسائل کے درمیان کوئی واضح لکیر کھینچنا ممکن نہیں رہتا۔ حال ہی میں شائع ہونے والا ان کا شعری مجموعہ "خاشاک" دراصل اسی شعری اور فکری سفر کی ایک اہم منزل ہے۔ "خاشاک" کا عنوان ہی اپنے اندر ایک گہری معنویت رکھتا ہے۔ خاشاک بظاہر وہ بے وقعت تنکے ہوتے ہیں جو راہوں میں بکھرے رہتے ہیں۔ امیر حمزہ اعظمی نے اسی خاشاک کو اپنی شاعری کا استعارہ بنایا ہے، یعنی وہ معمولی سمجھے جانے والے عام لوگ، ان کے دکھ درد، دبے ہوئے سوال اور خاموش سچائیاں جو بظاہر غیر اہم معلوم ہوتی ہیں مگر دراصل پورے سماج کے باطن کو ظاہر کرتی ہیں۔ "خاشاک" محض غزلوں اور اشعار کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک خاص طرزِ احساس اور طرزِ اظہار کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس میں موجود شاعری اپنی ساخت اور مزاج میں روایتی ہوتے ہوئے عصرِ حاضر کی ترجمان ہے، کیونکہ شاعر نے کلاسیکی شعری روایت سے رشتہ توڑا نہیں مگر اسے موجودہ سماجی صورتِ حال کے تناظر میں نئے معنی عطا کیے ہیں۔ اس مجموعے کی شاعری میں حاشیے پر موجود انسان کی آواز سنائی دیتی ہے، وہ انسان جو معاشی دباؤ، سماجی بے حسی اور اخلاقی انتشار کے بیچ اپنی شناخت برقرار رکھنے کی جدوجہد کر رہا ہے۔ "خاشاک" میں شامل اشعار کے حوالے سے یہ بات بھی نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ امیر حمزہ اعظمی محض شکوہ بیان کرنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ شکوے کے پس منظر میں موجود اسباب کا بھی اظہار کرتے ہیں۔ وہ موجودہ نظام کی خامیوں اور اقدار پر سوال اٹھاتے ہیں، مگر یہ سوال محض سوال کی صورت میں نہیں بلکہ ایک گہری، سنجیدہ اور کبھی کبھی درد میں ڈوبی ہوئی آواز کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ یہی ان کی شاعری کی اصل طاقت ہے کہ وہ قاری کو جذباتی ہیجان میں مبتلا کرنے کے بجائے فکری سطح پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس مجموعے میں شامل ان کی خود نوشت تعارفی تحریر "قلم اور ہم" بھی غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ اس تحریر میں وہ اپنی ذات، اپنی الجھنوں اور اپنی فکر کا اعتراف پوری دیانت داری سے کرتے ہیں۔ وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ نہ خود کو پوری طرح جانتے ہیں اور نہ ہی دنیا کو، اور یہی ناآسودگی انہیں لکھنے پر مجبور کرتی ہے۔ یہ اعتراف دراصل ایک تخلیق کار کی پہچان ہے، کیونکہ جو شخص خود کو مکمل سمجھ لے، اس کے اندر تخلیقی بے چینی باقی نہیں رہتی۔ امیر حمزہ اعظمی کی یہ بے چینی ہی ان کے فن کو زندہ رکھتی ہے اور ان کے لفظوں میں صداقت کا رنگ بھرتی ہے۔ امیر حمزہ اعظمی کی شاعری اور صحافت کے درمیان ایک گہرا ربط ہے۔ ان کی نظموں اور غزلوں میں وہی شعور، وہی سوال اور وہی سماجی حساسیت نظر آتی ہے جو ان کے کالموں میں دکھائی دیتی ہے، فرق صرف اظہار کے وسیلے کا ہے۔ جہاں کالم میں وہ براہِ راست بات کہتے ہیں، وہیں شاعری میں وہی بات استعارے، علامات کے پردے میں سامنے آتی ہے۔ اس طرح ان کا تخلیقی عمل ایک دوسرے کی تکمیل کرتا ہے، نہ کہ ایک دوسرے سے متصادم ہوتا ہے۔

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ امیر حمزہ اعظمی کی شخصیت اور فن کو الگ الگ خانوں میں بانٹ کر نہیں سمجھا جا سکتا۔ وہ شاعر بھی ہیں، صحافی بھی، طنز نگار بھی اور سماجی شعور کے حامل مفکر بھی، مگر ان سب سے بڑھ کر وہ ایک ایسے ادیب ہیں جو سچ کو اپنی تخلیق کا محور بناتا ہے۔ "خاشاک" ہو یا ان کے کالم، ہر جگہ یہی سچ مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ اردو ادب کے موجودہ منظرنامے میں ان کی یہ خصوصیت انہیں ایک منفرد اور اہم مقام عطا کرتی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ امیر حمزہ اعظمی کا چار دہائیوں سے زیادہ عرصے سے جاری یہ تخلیقی سفر اسی طرح جاری رہے گا اور محبانِ اردو مستفید ہوتے رہیں گے۔

مصنوعی ذہانت اور اردو ادب
کیا انسانی قلم کا چراغ بجھ سکتا ہے؟

انسانی تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ علم و ادب کی دنیا ہمیشہ تغیر و ارتقا کے مراحل سے گزرتی رہی ہے۔ ہر نئے دور میں کوئی نہ کوئی نئی ایجاد سامنے آتی رہی جس کے بارے میں ابتدا میں یہ خدشہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ شاید وہ انسانی فکر و تخلیق کے چراغ کو مدھم کر دے گی۔ مگر وقت نے بارہا ثابت کیا کہ انسانی شعور، وجدان اور تخلیقی صلاحیتیں کسی بھی مشین یا آلے سے کہیں زیادہ وسیع اور گہری ہیں۔ موجودہ دور میں مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) اسی نوعیت کی ایک جدید ٹیکنالوجی ہے جس نے علمی و ادبی حلقوں میں ایک نئی بحث کو جنم دیا ہے۔ بعض حلقوں کا خیال ہے کہ مصنوعی ذہانت کے بڑھتے ہوئے استعمال سے انسانی قلم کی اہمیت کم ہو جائے گی، جبکہ دوسرے اہلِ دانش اس رائے سے متفق نہیں اور وہ اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں کہ انسانی تخلیق کی روح کسی مشین کے بس کی بات نہیں۔ اردو زبان، جو اپنے دامن میں تہذیب، تاریخ اور جذبات کی ایک طویل روایت سموئے ہوئے ہے، آج اسی بحث کے مرکز میں کھڑی نظر آتی ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک مصنوعی ذہانت کا بڑھتا ہوا استعمال اردو زبان اور انسانی قلم کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔ یہ رائے اس بنیاد پر قائم کی جاتی ہے کہ جب مشینیں خودکار طریقے سے مضامین، نظمیں اور دیگر تحریریں تیار کرنے لگیں گی تو انسانی قلم کاروں کی ضرورت کم ہو جائے گی۔ لیکن اس خیال کے برعکس ایک مضبوط دلیل یہ بھی ہے کہ انسانی تخلیق محض الفاظ کی ترتیب نہیں بلکہ احساسات، تجربات اور فکری گہرائیوں کا اظہار ہوتی ہے، جو کسی بھی مصنوعی نظام کے لیے مکمل طور پر ممکن نہیں۔

اردو ادب کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس زبان کی بنیاد ہی انسانی جذبات اور تجربات پر استوار ہے۔ میر تقی میر کے اشعار میں دل کی گہرائیوں سے اٹھنے والی آہ محسوس ہوتی ہے، مرزا غالب کی شاعری میں فلسفہ اور فکر کی پیچیدگیاں جلوہ گر ہوتی ہیں، جبکہ علامہ محمد اقبال کے کلام میں ایک پوری قوم کے خواب اور آرزوئیں بولتی نظر آتی ہیں۔ یہ تمام تخلیقات محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک عہد کی روح کا اظہار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ادب کے بڑے نقاد ہمیشہ اس بات پر زور دیتے رہے ہیں کہ تخلیق کار کا تجربہ اور اس کی داخلی کیفیات ہی ادب کو زندگی عطا کرتی ہیں۔ معروف نقاد محمد حسن عسکری نے ایک موقع پر لکھا تھا کہ ادب دراصل انسان کے باطنی تجربات کی ترجمانی ہے۔ ان کے مطابق اگر کسی تحریر میں انسانی تجربہ اور احساس شامل نہ ہو تو وہ محض الفاظ کا ڈھیر بن کر رہ جاتی ہے۔ یہی اصول آج مصنوعی ذہانت کے بارے میں بھی لاگو ہوتا ہے۔ مصنوعی ذہانت بلاشبہ بڑی تیزی سے معلومات کو جمع کر کے ایک مربوط متن تیار کر سکتی ہے، مگر وہ انسانی تجربے اور احساس کی اس گہرائی کو پیدا نہیں کر سکتی جو ایک سچے ادیب کی تحریر میں موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح اردو تنقید کے ممتاز مفکر آل احمد سرور نے ادب کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ ادب زندگی کی سچائیوں کا جمالیاتی اظہار ہے۔

مصنوعی ذہانت کے مثبت پہلوؤں سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ٹیکنالوجی زبان کی تحقیق، ترجمہ اور تدوین کے میدان میں بڑی مدد فراہم کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر لغات کی تیاری، قدیم مخطوطات کی ڈیجیٹل صورت میں حفاظت، اور مختلف زبانوں کے درمیان فوری ترجمہ جیسے کاموں میں مصنوعی ذہانت نہایت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اس طرح یہ ٹیکنالوجی اردو زبان کے فروغ میں ایک معاون کردار ادا کر سکتی ہے، بشرطیکہ اسے ایک آلے کے طور پر استعمال کیا جائے نہ کہ تخلیقی صلاحیت کے متبادل کے طور پر۔ یہاں یہ حقیقت بھی قابلِ غور ہے کہ تاریخ میں ہر نئی ایجاد کے بارے میں ابتدا میں خدشات پیدا ہوئے، مگر وقت گزرنے کے ساتھ یہ خدشات کم ہوتے گئے۔ مثال کے طور پر جب ریڈیو اور بعد میں ٹیلی ویژن کا آغاز ہوا تو بعض لوگوں نے یہ اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ شاید کتابوں کا مطالعہ ختم ہو جائے گا۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ثابت ہوئی، کیونکہ ان ذرائع نے ادب کو ایک وسیع تر حلقۂ قارئین تک پہنچانے میں مدد دی۔ اسی طرح ڈیجیٹل دور میں بھی اردو ادب کی نئی صورتیں سامنے آئی ہیں۔ اردو ادب کی تاریخ میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ جوش ملیح آبادی کی شاعری میں انقلابی ولولہ نظر آتا ہے، جبکہ احمد فراز کے کلام میں محبت اور احتجاج دونوں کی جھلک ملتی ہے۔ اسی طرح انتظار حسین کے افسانے اور ناول انسانی تہذیب اور تاریخ کے پیچیدہ پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں۔ ان تمام تخلیق کاروں کی تحریروں میں جو گہرائی اور معنویت موجود ہے، وہ کسی خودکار نظام کے ذریعے پیدا نہیں کی جا سکتی۔

مصنوعی ذہانت کے دور میں سب سے بڑا خطرہ دراصل سہولت پسندی کا ہے۔ اگر تخلیق کار صرف آسانی کی خاطر مشینوں پر انحصار کرنے لگیں تو ان کی تخلیقی صلاحیتیں کمزور ہو سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ علم ہمیشہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مطالعہ، مشاہدہ اور غور و فکر تخلیقی عمل کے بنیادی ستون ہیں۔ جب تک یہ ستون مضبوط رہیں گے، ادب کی عمارت بھی مضبوط رہے گی۔ اس حقیقت کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک مشین معلومات کو جمع کر کے انہیں ایک منطقی ترتیب دے سکتی ہے، مگر وہ اس انسانی تجربے کو محسوس نہیں کر سکتی جو کسی شاعر کے دل میں ایک شعر کی صورت میں ابھرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی قلم کی حرمت اور اہمیت ہمیشہ قائم رہے گی۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ مصنوعی ذہانت کو اردو زبان اور ادب کے لیے خطرہ سمجھنے کے بجائے اسے ایک معاون ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جانا چاہیے۔ اگر اہلِ قلم اپنی تخلیقی آزادی اور فکری گہرائی کو برقرار رکھیں تو یہ ٹیکنالوجی ان کے لیے ایک مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ مگر اگر تخلیق کار اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہو جائیں اور مکمل طور پر مشینوں پر انحصار کرنے لگیں تو اس کا نقصان خود ادب کو ہوگا۔ اردو زبان کی تاریخ، اس کی تہذیبی روایت اور اس کے عظیم ادیبوں کی تخلیقات اس بات کی گواہ ہیں کہ انسانی قلم کی روشنی کبھی مدھم نہیں ہوتی۔ جب تک انسان کے دل میں احساسات کی حرارت اور فکر کی روشنی باقی ہے، اردو ادب کا چراغ بھی روشن رہے گا۔ مصنوعی ذہانت کے اس عہد میں بھی اصل طاقت انسانی ذہن اور دل کی ہے، اور یہی وہ قوت ہے جو ادب کو زندہ اور تابندہ رکھتی ہے۔

آٹھ بیس کا چکر

چہاردانگ عالم سے ایک ماہ کی رخصت لینے سے قبل ابلیس اپنے وزیر کو نوعِ انسانی میں اپنی عدم موجودگی کا احساس موجودگی میں دلانے کی ذمے داری سونپے گا تاکہ پیروکار صحیح راہ پانے سے گریز کریں۔

وزیر...... یہ کہہ کر ابلیس کو اطمینان دلانے گا کہ نوعِ انسانی کا کوئی بھی شکوہ تمہاری گہری نیند میں دخل انداز نہیں ہونے دوں گا۔ ان کو بار بار تمہاری موجودگی کا احساس دلاتا رہوں گا لہٰذا تم بے فکر گہری نیند سو جائیں ابلیس وزیر کا جواب سنتے ہی بے فکر ایک ماہ کی گہری نیند سونے کے لئے رخصت ہو جائے گا۔

ابلیس کی عدم موجودگی میں وزیر اپنے کاندھوں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے مساجد کا رخ کرے گا اور پورا مہینہ اٹھ بیس (20/8) کے چکر میں خطباء اور ائمہ کو بھی مصروف رکھے گا

وزیر کا یہ کارنامہ کارگر ضرور ثابت رہے گا کیونکہ مساجد کے خطباء آٹھ بیس (20/8) کے گرداب میں پڑ کر آپس میں ایک دوسرے کی چادر کھینچنے کی تبلیغ سے سامعین کو نوازتے رہیں گے کبھی کبھی دورانِ تبلیغ سامعین کا توجہ اپنی طرف متوجہ اور مبذول کرا کے یوں سوالیہ فرماتے رہیں گے "سب حاضر ہو؟" یا "سب کا توجہ میری طرف ہے؟" سامعین کے جواب میں سبحان اللہ کی آواز گونجتی رہے گی۔

خطباء کبھی آٹھ پر متفق بیس پر تنقید تو کبھی بیس پر متفق آٹھ پر تنقید۔ اس طرح پوری نوعِ انسانی کو ابلیس کا وزیر فرقوں میں بانٹ دے گا اٹھ والے بیس والوں کو دیکھتے ہی حقارت کرتے رہیں گے بیس والے اٹھ والوں کا مذاق اڑا کر کبھی کبھی آپے سے باہر ہوتے جائیں گے ایسا کرتے کرتے پورا مہینہ آنکھ مچولی میں گزر جائے گا اور جمع پونجی نفی کے برابر رہے گی۔ نوعِ انسانی کو ابلیس کی عدم موجودگی کا احساس بھی نہیں رہے گا بلکہ حد سے زیادہ فتنہ اٹھانے میں ایک دوسرے پر سبقت لیتے جائیں گے اور پورا مہینہ آٹھ بیس کے چکر میں رخصت بھی ہو جائے گا

۔ابلیس کے لیے نئی نئی راہیں ہموار ہوں گی کیونکہ نوعِ انسانی آٹھ بیس (20/8) کے چکر میں اٹک جائے گی دعا ہے کہ امتِ مسلمہ راہِ ہدایت پر گامزن ہوں اور کسی کے بہکاوے میں نہ آئیں اللہ تعالیٰ کی رسی سے چمٹ جائیں آمین

ماجد مجید، کشمیر یونیورسٹی

Wednesday 18th Feb 2026
بروز بدھ ۱۸ مارچ ۲۰۲۶ء
SINCE : 2001 INFUSING POSITIVE VALUES
TAMIR - E - SIASAT
تعمیر سیاست
www.tameerurdudaily.com
दैनिक तामीर, बीड

نئی ممبئی کے اہم مراکز پنویل اور تلوجہ میں رمضان: روحانیت، روایت اور ترقی کا حسین امتزاج

ممبئی (یواین آئی): ممبئی کی بے پناہ آبادی اور شہری دباؤ کو کم کرنے کے لیے ساٹھ اور ستر کی دہائی میں جس نئے شہر کا خواب دیکھا گیا تھا، وہ آج نئی ممبئی کی صورت میں ایک کامیاب حقیقت بن چکا ہے۔ اس جدید شہری منصوبے کے کئی اہم مراکز ہیں، لیکن پنویل اور تلوجہ کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ یہ علاقے جہاں ترقی کی نئی داستانیں رقم کر رہے ہیں، وہیں یہاں آباد مسلم معاشرہ اپنی دینی وابستگی، سماجی ہم آہنگی اور تہذیبی روایات کے ذریعے ایک مثالی تصویر پیش کر رہا ہے بالخصوص ماہِ رمضان المبارک میں۔ رمضان کا چاند نظر آتے ہی پنویل کے مسلم محلوں بی پٹیل محلہ، بھوسار محلہ، مسلم ناکہ اور دیگر علاقوں ہی میں ایک روحانی فضا قائم ہو جاتی ہے۔ دن بھر کی مصروفیات کے بعد جیسے ہی افطار کا وقت قریب آتا ہے، بازاروں میں زندگی ایک نئے رنگ میں نظر آنے لگتی ہے۔ افطاری بازاروں میں کھجور، فروٹ چاٹ، حلیم، نہاری، کباب، سموسے اور دیگر روایتی پکوانوں کی بہار آ جاتی ہے۔ یہ بازار محض خرید و فروخت کا مرکز نہیں بلکہ میل جول، اخوت اور سماجی رابطوں کا بھی ایک اہم ذریعہ بن جاتے ہیں۔ سحری کے اوقات میں بھی یہی علاقے جگمگاتے رہتے ہیں۔ چائے خانوں، چھوٹے ہوٹلوں اور سڑک کنارے اسٹالز پر لوگوں کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ نوجوانوں کے گروہ، بزرگوں کی محفلیں اور خاندانوں کی مشترکہ خریداری اس منظر کو ایک زندہ تہذیبی تصویر میں بدل دیتی ہے۔ پنویل کی خاص بات یہاں کی قدیم مسلم آبادی ہے، جس کی اکثریت کا تعلق کوکن خطے سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں رمضان میں کوکنی تہذیب کی جھلک نمایاں ہوتی ہے بی سادگی، مہمان نوازی، اجتماعی افطار اور عبادات میں خشوع و خضوع۔ دینی سرگرمیوں کے مرکز کے طور پر جامع مسجد پنویل کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ رمضان کے دوران یہاں نمازیوں کا جمِ غفیر نظر آتا ہے۔ تراویح، شبینہ، درسِ قرآن اور ذکر و اذکار کی محافل رات گئے تک جاری رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ بھوسار محلہ مسجد، پاڑہ محلہ مسجد، عائشہ مسجد اور دیگر مساجد میں بھی غیر معمولی رونق دیکھنے کو ملتی ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر کئی مساجد میں نمازِ جمعہ کے اضافی اجتماعات کا انعقاد کیا جا رہا ہے، جو انتظامیہ کی بہتر منصوبہ بندی کا مظہر ہے۔ رمضان المبارک میں خدمتِ خلق کا جذبہ بھی اپنے عروج پر ہوتا ہے۔ پنویل کے مختلف محلوں میں مستحقین کے لیے راشن کی تقسیم، اجتماعی افطار اور فلاحی سرگرمیوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کئی مخیر حضرات اور سماجی تنظیمیں خاموشی کے ساتھ ضرورت مندوں کی مدد کرتی

ہیں۔ یہ عمل نہ صرف اسلامی تعلیمات کی عکاسی کرتا ہے بلکہ معاشرتی یکجہتی کو بھی مضبوط بناتا ہے۔ دینی تعلیم کے میدان میں بھی پنویل نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ مختلف مساجد میں مکاتب اور مدارس فعال ہیں، جہاں بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ کئی نوجوان حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جدید شہری مصروفیات کے باوجود دینی اقدار کو مضبوطی سے تھامے رکھا گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ بعض مساجد میں جدید سہولیات بھی فراہم کی گئی ہیں، جیسے بزرگوں کے لیے لفٹ کا انتظام، کشادہ ہالز اور بہتر نظم و نسق، جو اس بات کی دلیل ہیں کہ یہاں کی مساجد صرف عبادت گاہیں نہیں بلکہ ایک منظم سماجی ادارے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مقامی سماجی اور فکری شخصیات بھی اس ماحول کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ گزشتہ 25 برس سے پنویل میں مقیم زبیر تنگیکر، جو میونسپل کارپوریشن میں خدمات انجام دینے کے بعد صحافت سے وابستہ رہے، کہتے ہیں: "پنویل میں رمضان ایک مکمل سماجی اور روحانی تجربہ بن چکا ہے۔ یہاں ہر طبقہ ہی چاہے وہ تاجر ہو، ملازم ہو یا نوجوان ہی اپنی استطاعت کے مطابق اس بابرکت مہینے میں حصہ لیتا ہے، جو اس معاشرے کی مضبوطی کی علامت ہے۔" اسی طرح سابق صدر میونسپلٹی سعید ملا اس بات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں: "پنویل کی پرانی بستیوں میں آج بھی وہی دینی فضا برقرار ہے جو دہائیوں پہلے تھی، لیکن اب اس میں وسعت آ گئی ہے۔ آبادی میں اضافہ اور ترقی نے یہاں کے مسلمانوں کو مزید منظم اور فعال بنا دیا ہے، جس کے مثبت اثرات رمضان میں نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔" دوسری جانب تلوجہ، بیلاپور، کھارگھر اور نیرول جیسے جدید علاقوں میں بھی رمضان کی رونقیں کسی سے کم نہیں۔ فلک بوس عمارتوں اور جدید رہائشی کمپلیکسز میں آباد مسلم خاندان اجتماعی افطار، دینی نشستوں اور فلاحی سرگرمیوں کے ذریعے اس مہینے کی روح کو زندہ رکھتے ہیں۔ نئی نسل بھی بڑھ چڑھ کر ان سرگرمیوں میں حصہ لے رہی ہے، جو مستقبل کے حوالے سے ایک مثبت اشارہ ہے۔ اگر تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو پنویل ایک قدیم بستی ہے، جس کی جڑیں انگریزی دور اور اس سے بھی پہلے تک پھیلی ہوئی ہیں۔ تاہم آج اس کی پہچان ایک ابھرتے ہوئے شہری اور تجارتی مرکز کے طور پر ہے۔ کوکن ریلوے سے مضبوط رابطہ، جنوبی ہند جانے والی ٹرینوں کا یہاں سے گزرنا اور مجوزہ بین الاقوامی ہوائی اڈے جیسے بڑے منصوبے اس کی اہمیت کو کئی گنا بڑھا رہے ہیں۔ اسی ترقی نے یہاں روزگار کے بے شمار مواقع پیدا کیے ہیں، جس کے باعث مختلف علاقوں سے لوگ یہاں آ کر آباد ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد بھی بہتر روزگار اور رہائش کی سہولت کے لیے پنویل اور اس کے اطراف میں سکونت اختیار کر رہی ہے، جس کے نتیجے میں یہاں کا مسلم معاشرہ مزید مستحکم اور متحرک ہو گیا ہے۔ تعلیم کے میدان میں بھی پنویل نے نمایاں ترقی کی ہے۔ یعقوب بیگ ٹرسٹ اور دیگر تعلیمی اداروں کی کوششوں سے اسکولوں، جونیئر کالجوں اور اردو و انگریزی تعلیمی مراکز کا قیام عمل میں آیا ہے۔ خاص طور پر لڑکیوں کی تعلیم کے لیے کیے گئے اقدامات اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہاں کا مسلم معاشرہ وقت کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے نہ صرف دینی بلکہ عصری تعلیم کو بھی اہمیت دے رہا ہے۔ پنویل اور تلوجہ آج ایسے مراکز بن چکے ہیں جہاں رمضان المبارک کے دوران عبادت، خدمت، تعلیم اور سماجی ہم آہنگی کا حسین امتزاج دیکھنے کو ملتا ہے۔ ترقی کی تیز رفتار کے باوجود یہاں کے مسلمانوں نے اپنی دینی اور تہذیبی شناخت کو نہ صرف برقرار رکھا ہے بلکہ اسے مزید مستحکم کیا ہے۔ یہی وہ خصوصیت ہے جو انہیں نئی ممبئی کے دیگر علاقوں سے ممتاز بناتی ہے اور ایک زندہ، باوقار اور مثالی مسلم معاشرے کی تصویر پیش کرتی ہے۔

سیاسی کھیل کی سزا، ۳ ایم ایل اے معطل

اڑیسہ (ایجنسی) راجیہ سبھا انتخابات میں شکست خوردہ کانگریس نے باغی اراکین اسمبلی کے خلاف سخت کاروائی کرتے ہوئے ۳ ایم ایل اے کو معطل کر دیا۔ معطل کردہ اراکین کے نام رمیش چندر، دستیجی گومانگے اور صوفیہ فردوس بتائے گئے۔ اطلاعات کے مطابق کراس ووٹنگ کرتے ہوئے معطل اراکین نے بھاجپا حامی امیدوار کو ووٹ دیا تھا۔

افغانستان کے ایک اسپتال پر پاکستان کا حملہ

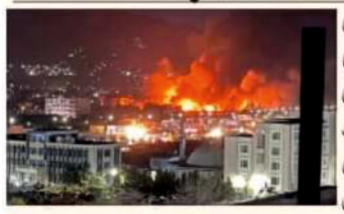

دہلی (ایجنسی) بی بی سی پشتو خبر رساں ایجنسی نے اطلاع دی کہ افغانستان کی راجدھانی کابل میں ایک اسپتال پر فضائی حملہ میں ۴۰۰ لوگوں کی موت اور ۲۵۰ افراد زخمی ہوئے۔ طالبان سرکاری ترجمان حمداللہ فطرت نے اس حملہ کی تصدیق کی۔ پاکستان کی وزارت اطلاعات نے اسپتال پر حملہ سے انکار کیا ہے۔ اس دوران بھارت نے حملہ کی مذمت کی اور اسے پاکستان کی بزدلی اور نسل کشی کے مترادف قرار دیا۔

ویسٹرن ریلوے کے تحت ۱۵ ڈبوں پر مشتمل کوچ جاری

ممبئی (پریس ریلیز) ویسٹرن ریلوے کے عوامی رابطہ افسر ونیت ابھیشک نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے بتایا کہ ویسٹرن ریلوے ٹرینوں میں ۱۲ کی بجائے ۱۵ ڈبوں پر مشتمل ٹرین سروس مسافروں کی سہولت کیلئے شروع کی گئی ہے۔ خبروں کے مطابق ۱۹ مارچ سے اس پر عملدرآمد شروع ہوگا۔ ٹرینوں میں بھیڑ بھاڑ کم کرنے اور مسافروں کیلئے فائدہ مند ٹرین سروس جاری رکھنے کیلئے یہ اقدام کئے گئے ہیں۔

خلعت محبت تیسری نسل کے سپرد ختم تراویح کا روح پرور منظر

میرا روڈ۔ رمضان المبارک کی بابرکت ستائیسویں شب کو حیدری چوک نیا نگر، میرا روڈ میں واقع مسجد قبا میں ختم تراویح کا روح پرور اجتماع منعقد ہوا اس موقع پر ایک نہایت دلنشیں اور یادگار منظر اس وقت دیکھنے میں آیا جب خاندان کی ایک قیمتی اور بابرکت یادگار عربی خلعت محبت و احترام کے ساتھ تیسری نسل کے سپرد کر دی گئی، شہر ممبئی کے معروف حافظ سید رحمت اللہ صاحب نے حسبِ روایت امسال بھی تراویح میں ختم قرآن فرما رہے تھے۔ واضح رہے کہ حافظ رحمت اللہ صاحب گزشتہ 26 برسوں سے اسی مسجد میں بلا ناغہ تراویح پڑھا رہے ہیں جبکہ اس سے قبل تقریباً بارہ برس دیگر مساجد میں بھی تراویح سنانے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ اس طرح امسال ان کی تراویح کا سینتیسواں سال مکمل ہوا الحمدللہ جو خود ان کے لیے، خاندان اور مصلیان کیلئے باعثِ مسرت اور قابلِ قدر روایت ہے، حافظ رحمت اللہ صاحب دراصل ممبئی کے معروف عالم دین مولانا سید جمال الدین قاسمیؒ کے بڑے فرزند ہیں، مولانا سید جمال الدین قاسمیؒ نے ممبئی کے تاریخی علاقہ چکلہ اسٹریٹ کی پتھر والی مسجد میں تقریباً پچاس برس تک امام و خطیب کی حیثیت سے خدمات انجام دی ہیں۔ آپ کی موثر خطابت، دینی بصیرت اور حسنِ تربیت سے ایک بڑی تعداد میں دیندار اور باعمل افراد کی تربیت ہوئی ماشاءاللہ، اسی نسبت سے جڑی ایک خوبصورت روایت کا ذکر بھی اس موقع پر تازہ ہوا۔ بتایا گیا کہ مولانا سید جمال الدین قاسمیؒ کے ایک عربی عقیدت مند دوست نے محبت و عقیدت کے اظہار کے طور پر آپ کو ایک نفیس عربی خلعت بطور ہدیہ پیش کی تھی، جسے آپ عیدین کے موقع پر بڑی محبت کے ساتھ زیب تن

فرمایا کرتے تھے۔ مولانا کے وصال کے بعد یہ خلعت ان کے فرزند حافظ سید رحمت اللہ صاحب کو ملی اور وہ کئی برسوں سے ختم تراویح کے موقع پر اسے پہن کر اس یادگار روایت کو زندہ رکھے ہوئے تھے، امسال ختمِ تراویح کے موقع پر ایک انتہائی جذباتی اور خوبصورت لمحہ اس وقت آیا جب حافظ رحمت اللہ صاحب نے وہی خلعت اپنے ہاتھوں اپنے فرزند حافظ سید فرقان سلمہ کو پہناتے ہوئے ان کے سپرد کر دی۔ اس طرح یہ قیمتی یادگار اب دادا سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے تک پہنچ کر تیسری نسل میں منتقل ہو گئی۔ حاضرین کے لیے یہ منظر نہایت خوشگوار اور متاثر کن تھا جس نے خاندان کی دینی وراثت اور قرآن سے وابستگی کی حسین مثال پیش کی، قابل ذکر ہے کہ گزشتہ دو برسوں سے حافظ سید فرقان سلمہ بھی اپنے والد کے ساتھ تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ باپ بیٹے دونوں نہایت صاف، شستہ اور خوش الحان انداز میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں جسے مصلیان بڑی عقیدت اور توجہ کے ساتھ سنتے ہیں اور ان کا بھرپور احترام کرتے ہیں، اس خوبصورت موقع پر مولانا محمد شمیم اختر ندوی (ناظم جامعۃ الابرار وسئی) کو مختصر خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں تین اہم نکات کی طرف توجہ دلائی، انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے ہمیں اس عظیم نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں تراویح میں پورا قرآن سننے اور سنانے کی سعادت عطا فرمائی، دوسری بات یہ کہ یہ بابرکت رات لیلۃ القدر کی راتوں میں سے ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے، اس لیے شب بیداری، ذکر و اذکار اور دعا کا خصوصی اہتمام کیا جائے، تیسری بات انہوں نے یہ بیان کی کہ قرآن کریم صرف ثواب کی نیت سے بغیر سمجھے پڑھنے یا تعویذ گنڈوں کے لیے نازل نہیں ہوا بلکہ یہ انسانیت کے لیے مکمل دستورِ حیات ہے، اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسے ترجمہ اور فہم کے ساتھ پڑھیں تاکہ اس کی ہدایات سے حقیقی فائدہ حاصل ہو، آخر میں حافظ سید فرقان سلمہ نے نہایت رقت آمیز دعا کروائی جس میں امتِ مسلمہ کی فلاح، ملک و ملت کی سلامتی اور رمضان المبارک کے باقی ایام کی قدر دانی کی توفیق کے لیے خصوصی دعائیں کی گئیں، اس روحانی محفل میں خصوصیت کے ساتھ نوی ممبئی سے حافظ رحمت اللہ صاحب کے دو بھائی مولانا انصار اللہ صاحب اور جناب فیض اللہ صاحب بھی تشریف لائے۔ اسی طرح آپ کے بڑے فرزند جناب سید احمد سلمہ بھی شریک رہے۔ مقامی ذمہ داران میں جمعیۃ علماء میرا بھائیندر کے جنرل سکریٹری مولانا انظار صاحب مدظلہ العالی ابتدا سے اختتام تک شریک رہے۔ آخر میں دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ تراویح کی اس عظیم عبادت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور رمضان المبارک کے باقی ایام کی قدر دانی اور زیادہ سے زیادہ نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رضا مسجد و مدرسہ فیضانِ رضا کی جانب سے سحری و دعوتِ افطار کا شاندار اہتمام

ممبرا: (حسین سلطان شیخ) ہے سال کی طرح اس سال بھی 27 روزے پر ممبرا کے شریف روڈ پر واقع رضا مسجد اور مدرسہ فیضانِ رضا کی جانب سے اجتماعی سحری اور دعوتِ افطار کا شاندار اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر علاقے کے معززین، عوام الناس اور بڑی تعداد میں روزہ داروں نے شرکت کی۔ اس موقع پر رضا مسجد کے خطیب و امام، مفتی شہروز عالم مصباحی نے رمضان المبارک کی اہمیت، سحری اور افطار کی فضیلت پر مفصل خطاب فرمایا۔ انہوں نے اپنے بیان میں رمضان کو صبر، تقویٰ اور بھائی چارے کا مہینہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس بابرکت مہینے میں زیادہ سے زیادہ عبادات اور مستحقین کی مدد کرنی چاہیے۔ اس اجتماعی سحری و افطار میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور روحانی ماحول میں عبادت کا لطف اٹھایا۔ رضا مسجد اور مدرسہ فیضانِ رضا کے تمام ٹرسٹیز کے علاوہ علاقے کی معروف شخصیات بھی اس بابرکت محفل میں شریک ہوئیں۔ آخر میں منتظمین کی جانب سے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا گیا اور اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ آئندہ بھی اسی طرح عوامی خدمت اور دینی سرگرمیوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔

عید روزہ داروں کیلئے اللہ تعالیٰ کا انعام: مفتی محمد شعیب رضا نظامی

گورکھپور، 27 واں روزہ منگل کو مکمل ہوا، روزہ داروں نے دعائیں کیں اور قرآن پاک کی تلاوت ہوئی، گناہوں کی معافی طلب کی گئی، شب قدر کی آخری رات (29 تاریخ) بدھ 18 مارچ کو ہوگی، اس دوران روزہ دار ڈھیروں عبادت کر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں مصروف رہیں گے۔ مفتی محمد شعیب رضا نظامی نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب عید الفطر کی بابرکت رات آتی ہے تو اسے لیلۃ الجائزہ کہا جاتا ہے یعنی انعام کی رات، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں میں طلب رضائے الٰہی کے لیے کثرت سے عبادتیں کرنی چاہیے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ عید ان خوش نصیب مسلمانوں کے لیے ہے جنہوں نے رمضان کے روزے رکھے، نماز پڑھی اور دیگر عبادات کی ادائیگی میں رمضان گزارا، اس لیے یہ عید ان کے لیے انعام کا دن ہے، صدقۂ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا چاہیے، صدقہ صدق دل سے دینا چاہیے، عید کی نماز کے بعد سلام پھیرنا اور مصافحہ کرنا اور گلے لگنا مستحب ہے، اس سے بھائی چارے کو فروغ ملتا ہے۔ شہر قاضی مفتی محمد اظہر شمسی نے کہا کہ عید کی رات بڑی بابرکت ہے اس لیے اسے عبادت میں گزاریں، عید انعامات کی رات ہے، اسے بازار میں گھوم کر ضائع نہ کریں، نماز میں وقت کی پابندی کریں، قرآن پاک کی تلاوت کریں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کریں، اپنے آپ کو جھوٹ، فریب و رشوت اور ہر برائی سے بچائیں، فضول باتوں سے گریز کریں، گپ شپ میں ملوث نہ ہوں۔ مولانا جہانگیر احمد نے کہا کہ عید صرف مذہبی تہوار نہیں بلکہ انسانیت کا تہوار بھی ہے، یہ ان احساسات کا تہوار ہے جو انسانیت کے لیے ضروری ہیں اور اس کی بنیاد ہیں، زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کا نظام سماجی انصاف اور معاشی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے قائم کیا گیا ہے۔ مولانا محمود رضا قادری نے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے، زکوٰۃ اور فطرہ سے غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی مدد

کریں، عید کی رات لہو و لعب کی بجائے عبادت میں گزاریں، برائی سے دور رہیں، قرآن و حدیث کے مطابق انسان بنیں۔ نوری مسجد ترکمان پور کے صدر علاء الدین نظامی نے کہا کہ رمضان المبارک میں ہر انسان اپنے آپ کو ہر قسم کی برائیوں اور گناہوں سے بچاتا ہے، رمضان المبارک کی ایک رات کو شب قدر کہتے ہیں، یہ رات بڑی خیر و برکت سے بھری ہوئی ہے، قرآن نے اسے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے، یہ وہ مقدس رات ہے جس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ زمین پر تشریف لاتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دنیا کا چکر لگاتے ہیں، وہ ان لوگوں کے لیے دعا کرتے ہیں جنہوں نے رات عبادت میں گزاری، رات بھر ہر طرف رحمت و برکت کا ماحول رہتا ہے، فجر کے وقت یہ نورانی قافلہ روانہ ہوتا ہے، رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی 21 ویں، 23 ویں، 25 ویں، 27 ویں اور 29 ویں راتیں شب قدر کی راتیں شمار ہوتی ہیں۔

تھانے میں پانی کی بڑے پیمانے پر چوری کا انکشاف، روزانہ کروڑوں لیٹر پانی چوری

اپوزیشن لیڈر شانو پٹھان کا دعویٰ، ثبوت نائب وزیر اعلیٰ کو پیش کیے جائیں گے

تھانے (حسین سلطان شیخ): تھانے شہر میں جاری پانی کی قلت کے درمیان ایک سنسنی خیز انکشاف سامنے آیا ہے۔ اپوزیشن لیڈر شانو پٹھان نے دعویٰ کیا ہے کہ پسے ڈیم سے ٹیمگھر واٹر لائن کے ذریعے روزانہ تقریباً 12 کروڑ لیٹر پانی کی چوری ہو رہا ہے۔ انہوں نے اس معاملے کو بے نقاب کرتے ہوئے کہا کہ اس سلسلے کے تمام ثبوت جلد ہی ریاست کے نائب وزیر اعلیٰ ایکناتھ شندے کو پیش کیے جائیں گے۔ تفصیلات کے مطابق، شانو پٹھان نے نامہ نگاروں اور مقامی عوامی نمائندوں کے ساتھ آمنے پاڑا سے سواڈ تک علاقے کا معائنہ کیا۔ اس دوران یہ بات سامنے آئی کہ مرکزی (مین لائن) پانی کی لائن پر جگہ جگہ غیر قانونی کنکشن لگا کر قریبی گوداموں کو پانی فراہم کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ، دو بڑی پائپ لائنوں کے درمیان کچی سڑک بنا کر ٹینکروں میں پانی بھرنے کا بھی غیر قانونی دھندہ جاری ہے۔ شانو پٹھان کے مطابق، پسے ڈیم سے روزانہ تقریباً 300 ملین لیٹر پانی تھانے شہر کے لیے لیا جاتا ہے، جسے ٹیمگھر کے فلٹریشن پلانٹ میں صاف کر کے آگے شہر میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ تاہم، اس 17 کلومیٹر طویل راستے میں ہر سو میٹر پر موجود والوز کے ذریعے 4، 6 اور 8 انچ کے غیر قانونی کنکشن لگا کر بڑے پیمانے پر پانی کی چوری کی جا رہی ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ یہ پانی مافیا اور گودام مالکان کے ذریعے چوری کیا جا رہا ہے، جبکہ متعلقہ میونسپل افسران

آنکھیں بند کیے بیٹھے ہیں۔ اس غیر قانونی کاروبار میں کروڑوں روپے کی بدعنوانی ہونے کا بھی شبہ ظاہر کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ کئی دنوں سے تھانے شہر پانی کی شدید قلت کا سامنا کر رہا ہے، جس کی ایک بڑی وجہ یہی منظم پانی چوری بتائی جا رہی ہے۔ شانو پٹھان نے مطالبہ کیا ہے کہ اس معاملے کی فوری اعلیٰ سطحی جانچ کر کے ذمہ داروں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے تاکہ شہریوں کو ان کے حق کا پانی مل سکے۔

نفرت کی سیاست ملک کیلئے خطرہ، ظلم کے خلاف ایران کی مزاحمت تاریخ رقم کرے گی، رکن اسمبلی مفتی اسمٰعیل قاسمی کا دوٹوک اعلان

مالیگاؤں: (خیال اثر) رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں شہر کی معروف شخصیت اور مجلس اتحاد المسلمین کے مقامی رکن اسمبلی مفتی محمد اسمٰعیل قاسمی کی جانب سے وگی فارم ہاؤس پر ایک شاندار اور پرتکلف افطار پارٹی کا انعقاد کیا گیا، جس میں سیاسی، سماجی اور ملی حلقوں کی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ اس موقع پر مجلس کے ضلعی صدر وگٹ نیتا عبدالمالک شیخ، یوا لیڈر حافظ عبداللہ فیصل، تمام منتخب کارپوریٹرس، محبانِ مفتی اسمٰعیل قاسمی، قائد و سالار و ہاٹس ایپ گروپ، جانثار گروپ اور ایم ایل اے ورکنگ کمیٹی کے سرگرم اراکین کی بڑی تعداد موجود تھی۔ محفل میں روحانیت، اتحاد اور بھائی چارگی کا ایک خوشگوار ماحول دیکھنے کو ملا جہاں افطار کے بعد دیر تک گفتگو اور تبادلہ خیال کا سلسلہ جاری رہا۔ افطار پارٹی کے بعد ذرائع ابلاغ کے نمائندوں سے خطاب کرتے ہوئے مفتی اسمٰعیل قاسمی نے نہایت پر اثر اور دوٹوک انداز میں کہا کہ رمضان المبارک صرف عبادت کا مہینہ نہیں بلکہ امت کے درمیان اتحاد، محبت اور باہمی رابطے کو مضبوط کرنے کا بھی سنہری موقع ہے۔ انہوں نے کہا کہ کارپوریشن انتخابات کے بعد یہ اجتماع دراصل پارٹی کے تمام کارکنان اور ذمہ داران کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی ایک سنجیدہ کوشش تھی تاکہ کامیاب اور ناکام دونوں طرح کے ساتھیوں کے درمیان فاصلے ختم ہوں اور آئندہ کے لیے ایک مضبوط لائحہ عمل تیار کیا جا سکے۔ انہوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس پروگرام نے ایک نئی توانائی اور حوصلہ دیا ہے اور مستقبل میں اس طرح کے اجتماعات کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ بین الاقوامی صورتحال پر گفتگو کرتے ہوئے جب نمائندوں نے ایران، اسرائیل اور امریکہ

کے درمیان جاری کشیدگی کے تعلق سے سوال کیا تو مفتی اسمٰعیل قاسمی نے انتہائی جذباتی اور ولولہ انگیز انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ اسلام دشمن طاقتیں خاص طور پر رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے کو نشانہ بنا کر مسلمانوں کو بے چین اور خوفزدہ کرنا چاہتی ہیں، لیکن وہ اپنے عزائم میں ناکام ہو رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سپر پاور طاقتوں کے ساتھ کئی ممالک ایران کے خلاف صف آرا ہیں، اس کے باوجود ایرانی عوام روزے کی حالت میں صبر، استقامت اور جواں مردی کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں وہ تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ انہوں نے پُرجوش انداز میں کہا کہ ظلم کا انجام ہمیشہ تباہی ہے اور "ظلم نیست و نابود ہوگا، حق کا بول بالا ہوگا" یہ ایک اٹل حقیقت ہے جسے دنیا جلد دیکھے گی۔ مفتی قاسمی نے مزید کہا کہ ہندوستان کی تاریخ گواہ ہے کہ آزادی کے بعد سے ملک نے ہمیشہ مظلوموں کا ساتھ دیا ہے اور انصاف پسند پالیسی کو اپنایا ہے۔ انہوں نے 1948 کے پس منظر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ فلسطین کے مسئلہ پر ہندوستان کا موقف ہمیشہ حق کے ساتھ رہا ہے، لیکن افسوس کہ آج کچھ فرقہ پرست طاقتیں اسی تاریخی موقف سے انحراف کر کے نہ صرف ملک کی ساکھ کو نقصان پہنچا رہی ہیں بلکہ خود اپنے لیے بھی مشکلات کھڑی کر رہی ہیں۔ ملکی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے سخت تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ موجودہ اقتدار میں بیٹھے لوگ نفرت کی سیاست کو فروغ دے رہے ہیں۔ انہوں نے واضح الفاظ میں کہا کہ جس طرح کے قوانین اور بل پیش کیے جا رہے ہیں وہ نہ صرف مہاراشٹر بلکہ پورے ملک کیلئے نقصان دہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان کی پہچان گنگا جمنی تہذیب، بھائی چارہ اور "جیو اور جینے دو" کے اصول پر قائم رہی ہے، لیکن آج اسی فضا کو زہر آلود کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے خاص طور پر اقلیتوں، بالخصوص مسلمانوں کو نشانہ بنانے والی پالیسیوں پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ یہ اقدامات ملک کے آئین اور بنیادی حقوق کی کھلی خلاف ورزی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ برسر اقتدار طبقہ اپنی من مانی کر رہا ہے اور جمہوری قدروں کو نظرانداز کیا جا رہا ہے، تاہم انہوں نے پر امید لہجے میں کہا کہ یہ حالات ہمیشہ قائم نہیں رہیں گے، تبدیلی ضرور آئے گی اور انصاف کا بول بالا ہوگا۔ آخر میں مفتی اسمٰعیل قاسمی نے عوام سے مایوسی ترک کرنے اور صبر و استقامت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرنے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ گواہ ہے کہ ظلم کا نظام زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتا اور سچائی ایک نہ ایک دن ضرور فتح یاب ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج اگرچہ حالات مشکل نظر آتے ہیں لیکن آنے والا وقت انصاف، امن اور بھائی چارگی کا ہوگا۔

مذہبی آزادی بل مخصوص طبقہ مسلمان نشانے پر

بھیونڈی ایسٹ سے رئیس شیخ کا قانون ساز اسمبلی میں سنگین الزام، مہاراشٹر مذہبی آزادی بل کو مشترکہ کمیٹی کو بھیجنے کا مطالبہ، بل پر عوام سے اعتراضات اور تجاویز طلب کرنے کا مطالبہ

ممبئی: یہ بتاتے ہوئے کہ مہاراشٹر مذہبی آزادی بل قانون ساز اسمبلی میں مہایوتی حکومت کے ذریعہ پیش کیا گیا یکطرفہ بل ہے جو ایک کمیونٹی بالخصوص مسلمانوں کو نشانہ بنانے کے لئے پیش کیا گیا ہے اور اقلیتی برادری میں اس کے خلاف ناراضگی ہیں، بھیونڈی ایسٹ سے سماج وادی پارٹی کے ایم ایل اے رئیس شیخ نے مطالبہ کیا کہ بل کو دوبارہ غور کے لئے دونوں ایوانوں کی مشترکہ کمیٹی کو بھیجا جائے۔ پیر کو بل پر بحث کے دوران ایم ایل اے رئیس شیخ نے کہا کہ حکومت کے پاس اکثریت ہونے کی وجہ سے اس طرح کا یکطرفہ بل لانا غلط ہے۔ یہ بل واضح طور پر ہندوستانی آئین کی طرف سے دی گئی شادی کی آزادی کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اگر حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ ریاست میں بڑی تعداد میں مذہب کی تبدیلی ہو رہی ہے تو انہوں نے حکومت سے ایسے اعداد و شمار شائع کرنے کا مطالبہ کیا۔ ایم ایل اے رئیس شیخ نے مزید کہا کہ اس ایوان میں اس وقت کی خواتین اور بچوں کی ترقی کے وزیر نے کہا تھا کہ ریاست میں لو جہاد کی ایک لاکھ شکایات موصول ہوئی ہیں۔ تاہم جب میں نے اس محکمہ سے دریافت کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ

صرف 402 شکایات موصول ہوئی ہیں۔ ریاستی حکومت نے اس بل کا مسودہ تیار کرنے کے لیے فروری 2025 میں اس وقت کے ڈائریکٹر جنرل آف پولیس کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کمیٹی نے ریاست میں مذہب کی تبدیلی کے معاملات کا جائزہ لیا ہے۔ ایم ایل اے شیخ نے مطالبہ کیا کہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔ اگر کوئی شخص مذہب تبدیل کرنا چاہتا ہے تو اسے 60 دن پہلے نوٹس دینا ہوگا۔ اگر کوئی ایسا نوٹس دے تو کیا حکومت اس کی حفاظت کی ذمہ داری لے گی؟ ایم ایل اے رئیس شیخ نے سوال کیا۔ مہاراشٹر افریڈم آف ریلیجن بل پر ایوان میں اور ایوان کے باہر بھی بحث ہونے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے مذکورہ بل پر عوام سے اعتراضات اور تجاویز طلب کی جائیں، ایم ایل اے رئیس شیخ نے مطالبہ کیا۔ شیوسینا پر تنقید ایم ایل اے رئیس شیخ نے شیوسینا کے ممبر اسمبلی بھاسکر جادھو کی مذکورہ بل کی حمایت پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ ایم ایل اے رئیس شیخ نے کہا کہ ایک طرف بھاسکر جادھو کہہ رہے ہیں کہ اس بل کا غلط استعمال کیا جائے گا اور دوسری طرف وہ بھی بل کی حمایت کر رہے ہیں، جو درست نہیں ہے۔

مرکز نے واٹر میٹرو کے توسیعی بلیو پرنٹ کی نقاب کشائی کی

نئی دہلی: نیشنل واٹر میٹرو پالیسی کے مسودے کا مقصد پانی پر مبنی نقل و حمل کو ہندوستان کے شہری نقل و حرکت کے مکس میں شامل کرنا، برقی اور کم اخراج والے جہازوں کو پہلے سے طے شدہ انتخاب کے طور پر رکھنا ہے۔ اس میں میٹرو ریل، بسوں اور آخری میل کے روابط کے ساتھ انضمام کا مطالبہ کیا گیا ہے تاکہ گود لینے کو فروغ دیا جا سکے، جبکہ مقامی صنعت کو سپورٹ کرنے کے لیے گھریلو جہازوں کی تعمیر کو لازمی قرار دیا جائے۔ یہ نقطہ نظر شہروں میں بھیڑ، آلودگی اور زمین کی کمی کو دور کرنے کے لیے پائیدار، ملٹی موڈل ٹرانسپورٹ کی طرف تبدیلی کی عکاسی کرتا ہے۔ کوچی میٹرو ریل لمیٹڈ نے 11 ریاستوں اور دو مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 18 مقامات پر تفصیلی مطالعہ کیا، ندیوں، نہروں، بیک واٹر، ساحلی اور بندرگاہوں کے پانیوں کا جائزہ لیا۔ مثالوں میں 15 ٹرمینلز اور 61 الیکٹرک بوٹس کے ساتھ تقریباً 88 کلومیٹر پر محیط الاپوزا کے آٹھ مجوزہ راستے، اور کولم کا 35 کلومیٹر سے زیادہ 35 کشتیوں کا منصوبہ شامل ہے۔ یہ موزوں جائزے مختلف جغرافیوں اور شہری تقاضوں کے مطابق واٹر میٹرو ماڈل کی موافقت کو ظاہر کرتے ہیں۔

بہار کے مدھوبنی میں مسلم روزہ دار خاتون کو پیٹ پیٹ کر ہلاک کر دیا گیا

بہار کے مدھوبنی ضلع میں ایک مسلم خاتون کو روزہ کے حالت میں ہجوم نے پیٹ پیٹ کر ہلاک کر دیا۔ یہ واقعہ گوجھر دیہا بلاک کے اماہی گاؤں میں پیش آیا جب روشن خاتون گاؤں کی مکھیا کماری دیوی سے رجوع ہوئیں تاکہ ایک مقامی تنازعہ میں انصاف حاصل کیا جائے۔ مقامی تنازعہ میں روشن خاتون کے شوہر کے ملوث ہونے کے باعث خاتون گاؤں کی مکھیا سے رجوع ہوئیں جن کی شناخت کماری دیوی کی حیثیت سے ہوئی ہے لیکن کماری دیوی کے فرزند منو سنگھ نے اپنے ساتھیوں اور افراد خاندان کے ساتھ روشن خاتون کو بری طرح مار پیٹ کی۔ زخمی خاتون کو پٹنہ میڈیکل کالج میں شریک کیا گیا جہاں وہ زخموں سے جانبر نہ ہو سکیں۔ یہ واقعہ 28 فروری کو پیش آیا جبکہ یکم مارچ کو خاتون کی موت واقع ہوئی۔ عینی شاہدین کے مطابق روشن خاتون کو انصاف فراہم کرنے کی بجائے ایک کھمبے سے باندھ کر بری طرح مار پیٹ کی گئی۔

مالیگاؤں امام و مؤذن کی خدمات کا عظیم الشان اعتراف: حضرت صابر نورانی (مدنی دربار) کی جانب سے رضوان مسجد کے خدام کو عمرہ کا بابرکت تحفہ

مالیگاؤں: (خیال اثر) مالیگاؤں شہر کی معروف عبادت گاہ رضوان مسجد میں آج ایک نہایت روح پرور اور بابرکت لمحہ دیکھنے کو ملا جب حضرت صابر نورانی (مدنی دربار) نے مسجد کے امام و مؤذن صاحبان کی دینی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں عمرہ کے مقدس سفر کا بیش قیمت تحفہ پیش کیا۔ اس مبارک موقع پر رضوان مسجد میں ایک مختصر مگر انتہائی بابرکت مجلس کا انعقاد کیا گیا جس میں مقامی معززین، نمازی حضرات اور اہل علاقہ کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ اس مجلس کا ماحول روحانیت، محبت اور اخلاص سے لبریز تھا اور حاضرین اس خوشی کے لمحے کے گواہ بن کر خود کو خوش نصیب تصور کر رہے تھے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے حضرت صابر نورانی (مدنی دربار) نے کہا کہ مساجد کے امام اور مؤذن دراصل دین اسلام کے خاموش سپاہی ہوتے ہیں جو دن رات اللہ کے گھر کی خدمت، عبادت گزاروں کی رہنمائی اور معاشرے میں دینی شعور بیدار کرنے کا عظیم فریضہ انجام دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امام صاحب نمازوں کی امامت کے ذریعے لوگوں کو اللہ کے حضور جھکنے کا راستہ دکھاتے ہیں جبکہ مؤذن کی پکار لوگوں کے دلوں میں ایمان کی حرارت پیدا کرتی ہے۔ ایسے خدام کی قدر کرنا دراصل دین کی خدمت کی قدر کرنا ہے۔ حضرت صابر نورانی نے اس موقع پر اپنے مرحوم والد محترم قاری عثمان غنی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنی مرحومہ والدہ کے ایصال ثواب کے لیے رضوان مسجد کے امام و مؤذن صاحبان کو عمرہ کے سفر کے ٹکٹ پیش کرتے ہوئے اعلان کیا کہ حج کے سیزن کے اختتام کے بعد ماہِ محرم الحرام کی بابرکت ساعتوں میں دونوں خوش نصیب خدام مسجد عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حرمین شریفین کا روح پرور سفر اختیار کریں گے۔ جیسے ہی یہ اعلان کیا گیا تو مجلس میں موجود افراد کی آنکھیں خوشی اور عقیدت سے نم ہو گئیں اور حاضرین نے اس نیک اقدام کو بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمارے معاشرے میں اکثر وہ لوگ پس منظر میں رہ جاتے ہیں جو حقیقی معنوں میں دین کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ امام اور مؤذن اپنی محدود آمدنی اور

سادہ زندگی کے باوجود پوری لگن اور خلوص کے ساتھ مسجد کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ ایسے افراد کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان کے لیے سہولتیں فراہم کرنا ہر صاحب استطاعت مسلمان کی اخلاقی اور دینی ذمہ داری ہے۔ اس موقع پر اہل علاقہ نے بھی حضرت صابر نورانی (مدنی دربار) کے اس اقدام کو بے حد سراہا اور کہا کہ اس طرح کے اقدامات معاشرے میں خیر، محبت اور دینی شعور کو فروغ دیتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ جب مخیر حضرات مساجد کے خدام اور دینی خدمات انجام دینے والے افراد کی قدر کرتے ہیں تو اس سے نہ صرف ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے بلکہ معاشرے میں دین کی خدمت کا جذبہ بھی مضبوط ہوتا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ حضرت صابر نورانی (مدنی دربار) اس سے قبل بھی مختلف دینی و سماجی خدمات کے ذریعے عوام کے دلوں میں اپنی الگ پہچان بنا چکے ہیں۔ حال ہی میں للہ فاؤنڈیشن کی جانب سے منعقدہ اجتماعی نکاح کی بابرکت تقریب میں انہوں نے اکاون ہزار روپے کی خطیر رقم عطیہ کر کے فاؤنڈیشن کے اس عظیم سماجی مشن کو تقویت فراہم کی تھی جسے عوامی حلقوں میں بے حد سراہا گیا تھا۔

الیکشن کمیشن نے مغربی بنگال میں بڑے پیمانے پر افسران کے تبادلے کر دیے

الیکشن کمیشن نے بنگال انتخابات کے لیے سب سے زیادہ مبصرین مقرر کر دیے

کولکتہ، 17 مارچ (یو این آئی) الیکشن کمیشن نے 2026 کے اسمبلی انتخابات سے قبل انتخابی تیاریوں کو پختہ کرنے کے مقصد سے مغربی بنگال میں سینئر اور ضلعی سطح کے پولیس افسران کا ایک اور بڑا ردوبدل کیا ہے۔ سرکاری احکامات کے مطابق کمیشن نے انسپکٹر جنرل (آئی جی) اور پولیس کمشنر رینک کے کل چھ افسران، ایک ضلع مجسٹریٹ اور 12 پولیس سپرنٹنڈنٹس کا تبادلہ کر دیا ہے، جو کہ حالیہ برسوں میں انتخابات کے دوران کیے گئے سب سے وسیع پولیس تبادلوں میں سے ایک ہے۔ اس سے قبل انتخابی شیڈول کے اعلان کے فوراً بعد کمیشن نے چیف سکریٹری نندنی چکرورتی اور ہوم سکریٹری جگدیش پرساد مینا کو ہٹا دیا تھا، جبکہ اگلے ہی دن ڈائریکٹر جنرل آف پولیس (ڈی جی پی) پیوش پانڈے اور کولکتہ پولیس کمشنر سپرتیم سرکار کا بھی تبادلہ کر دیا گیا تھا۔ اس نئے ردوبدل میں کمیشن نے جنوبی بنگال کے آئی جی راجیو مشرا کے مقام پر ڈاکٹر راجیش کمار سنگھ کو مقرر کیا ہے، جبکہ سکیش کمار جین کو شمالی بنگال کے عہدے سے ہٹا کر ان کی جگہ کے جے رمن کو آئی جی تعینات کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی آسنسول-درگا پور، ہاوڑہ، بیرک پور اور چندن نگر کے پولیس کمشنروں کو بھی تبدیل کیا گیا ہے۔ کمشنروں کی تبدیلی میں آسنسول-درگا پور میں ڈاکٹر پرنب کمار، ہاوڑہ میں اکھلیش کمار چترویدی، بیرک پور میں امت کمار سنگھ جبکہ چندن نگر میں سنیل کمار یادو کو نئی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ سینئر سطح پر تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ کمیشن نے 13 ایس پی رینک کے افسران کا بھی تبادلہ کیا ہے جن میں باراسات میں پشپا، کوچ بہار میں جسپریت سنگھ، بیربھوم میں سوریا پرتاپ یادو، اسلام پور میں راکیش سنگھ، ہوگلی دیہی میں کمار سنی رائے، مرشد آباد میں چچن، ڈائمنڈ ہاربر میں ایشانی پال، بشیر ہاٹ میں الکنندا بھووال، مالدہ میں انوپم سنگھ، مشرقی مدنی پور میں انشومن ساہا، جنگی پور میں سریندر سنگھ اور مغربی مدنی پور میں پاپیا سلطانہ کو مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کولکتہ میں سینٹرل ڈویژن کی پولیس ڈپٹی کمشنر اندرا مکھرجی کی جگہ بلوا ڈسری کانت جگناتھ راؤ نے سنبھال لی ہے۔ کمیشن نے ہدایت دی ہے کہ تمام تبادلے فوری طور پر نافذ کیے جائیں اور ریاستی حکومت 18 مارچ کی صبح 11:00 بجے تک تعمیلی رپورٹ جمع کرائے۔ کمیشن نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ جن افسران کا تبادلہ کیا گیا ہے، انہیں انتخابی عمل مکمل ہونے تک الیکشن سے متعلق کسی بھی ڈیوٹی میں شامل نہیں کیا جانا چاہیے۔ دوسری طرف ان تبادلوں پر مغربی بنگال میں شدید سیاسی ردعمل سامنے آیا ہے جہاں وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی نے تبادلوں کے وقت اور طریقے پر اعتراض کرتے ہوئے چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کو خط لکھا ہے۔ انہوں نے ان اقدامات کو مڈنائٹ پرج (آدھی رات کی چھنٹی) قرار دیتے ہوئے سوال کیا کہ انتظامی استحکام کے پیش نظر رات ساڑھے بارہ بجے اتنے بڑے فیصلے کیسے کیے جا سکتے ہیں۔ الیکشن کمیشن نے مغربی بنگال میں 2026 کے اسمبلی انتخابات کے لیے جنرل آبزرور (عام مبصرین) اور پولیس آبزرور کی اب تک کی سب سے بڑی تعیناتی کی ہے۔ حکام کے مطابق تمام انتخابی حلقوں میں مکمل کوریج کا ہدف حاصل کر لیا گیا ہے۔ کمیشن کے نوٹیفکیشن کے مطابق ریاست میں کل 474 مبصرین تعینات کیے جائیں گے، جن میں 294 جنرل آبزرور شامل ہیں یعنی ہر اسمبلی حلقے کے لیے ایک مبصر۔ یہ تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس انتخابی سیزن میں کسی بھی دوسری ریاست سے اس کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ 100 خرچ مبصرین (ایکسپنڈیچر آبزرور) اور 84 پولیس مبصرین بھی تعینات کیے گئے ہیں۔ اس کے برعکس دیگر بڑی ریاستوں میں نگرانی کا یہ عمل اس سطح پر نہیں ہے۔ آسام میں 126 اسمبلی نشستیں ہیں لیکن وہاں صرف 51 جنرل آبزرور تعینات کیے گئے ہیں، جو تقریباً 40 فیصد حلقوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ اسی طرح کیرل کی 140 نشستوں کے لیے بھی صرف 51 جنرل آبزرور ہیں، جو محض 36 فیصد کوریج ہے۔ تمل ناڈو میں 234 انتخابی حلقے ہونے کے باوجود وہاں 136 جنرل آبزرور تعینات ہیں، جو تقریباً 58 فیصد کوریج ہے۔ جہاں تک پولیس مبصرین کا تعلق ہے، مغربی بنگال میں ایک بار پھر سب سے زیادہ تعداد درج کی گئی ہے جہاں امن و امان کی نگرانی کے لیے 84 افسران تعینات کیے گئے ہیں۔ الیکشن کمیشن نے تمل ناڈو میں صرف 40، آسام میں 35 اور کیرل میں صرف 17 پولیس مبصرین تعینات کیے ہیں۔

ترنمول کانگریس نے بنگال کی 291 نشستوں پر امیدواروں کا اعلان کر دیا

کولکتہ، 17 مارچ (یو این آئی) مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی کی قیادت میں آل انڈیا ترنمول کانگریس (ٹی ایم سی) نے منگل کے روز 2026 کے اسمبلی انتخابات کے لیے اپنے امیدواروں کی فہرست جاری کر دی ہے۔ پارٹی نے کل 294 نشستوں میں سے 291 پر اپنے امیدوار کھڑے کیے ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں انتخابی سمجھوتے کے تحت ٹی ایم سی نے دارجلنگ کی دو اور کلیمپونگ کی ایک نشست اپنی اتحادی جماعت بھارتیہ گورکھا پرجا تانترک مورچہ (بی جی پی ایم) کے لیے چھوڑی ہے۔ پارٹی کی جانب سے جاری کردہ فہرست میں سماجی توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، جس میں 52 خواتین، 95 درج فہرست ذاتوں اور قبائل (ایس سی-ایس ٹی) اور 47 اقلیتی برادری کے امیدوار شامل ہیں۔ محترمہ ممتا بنرجی ایک بار پھر اپنی روایتی نشست بھوانی پور سے الیکشن لڑیں گی، جہاں ان کا مقابلہ بی جے پی کے شوبھیندو ادھیکاری سے ہونے کا امکان ہے۔ ادھر نندی گرام کی اہم نشست سے پارٹی نے پوتر کر کو امیدوار بنایا ہے۔ دیگر اہم امیدواروں میں ششی پانجا (مانکتلا)، فرہاد حکیم (کولکتہ پورٹ) اور مدن مترا (کامرہاٹی) شامل ہیں۔ اداکار سے سیاست دان بنے سوہم چکرورتی کو چاندی پور سے دوبارہ موقع دیا گیا ہے، جبکہ جیوتی پریا ملک حابڑا سے الیکشن لڑیں گے۔

شوالک کے بعد ایل پی جی جہاز نندا دیوی 46,500 میٹرک ٹن کارگو کے ساتھ گجرات پہنچ گیا

نئی دہلی، 17 مارچ (پروندر سندھو یو این آئی) آبنائے ہرمز سے پہلے ایل پی جی بردار بحری جہاز 'شوالک' کے مندرا پہنچنے کے ایک دن بعد، منگل کو ہندوستان کی ایندھن کی سپلائی میں مزید بہتری آئی ایل پی جی جہاز نندا دیوی، جو 46,500 میٹرک ٹن مائع پیٹرولیم گیس سے لدا ہے گجرات کے جام نگر میں وڈینار بندرگاہ پر لنگر انداز ہو گیا، جس سے جاری سپلائی کے بحران میں راحت ملے گی۔ رپورٹس کے مطابق نندا دیوی سے ایم ٹی بی ڈبلیو برچ میں شپ ٹو شپ ٹرانسفر (جہاز سے جہاز میں منتقلی) کی کارروائیاں جلد شروع ہونے کی توقع ہے۔ مغربی ایشیا میں جاری کشیدگی کی وجہ سے کئی دنوں تک آبنائے ہرمز کے قریب رکے رہنے کے بعد، شوالک بالآخر تقریباً 000.46 میٹرک ٹن ایل پی جی کے کارگو کے ساتھ بندرگاہ پر پہنچا۔ حکام نے بتایا کہ تقریباً 000.20 میٹرک ٹن مندرا میں اتارا جانا تھا، جبکہ باقی ماندہ منگلور میں اتارنے کے لیے مختص کیا گیا تھا۔ پیر کے روز ایک میڈیا بریفنگ کے دوران، وزارت جہاز رانی کے خصوصی سکریٹری راجیش کمار سنہا نے بتایا کہ ایک تیسرا ہندوستانی پرچم والا جہاز جگ لاڈکی بھی تقریباً 000.81 ٹن مربن خام تیل لے کر روانہ ہو چکا ہے۔ گزشتہ ہفتے قومی دارالحکومت میں ایک میڈیا کانکلیو کے دوران، ایرانی سفیر محمد فتح علی نے کہا تھا کہ ان کے ملک نے دونوں ممالک کے درمیان دیرینہ دوستی کی وجہ سے متعدد ہندوستانی جہازوں کو آبنائے ہرمز سے گزرنے کی اجازت دی ہے۔ انہوں نے کہا، "ہم نے کچھ جہازوں کو ہرمز سے گزرنے کی اجازت دی ہے، لیکن ہم اس وقت یہ نہیں بتا سکتے کہ کتنے۔ میں مستقبل میں اس معاملے کی پیروی کروں گا۔ ایران اور ہندوستان کے تاریخی تعلقات اور مشترکہ مفادات ہیں۔" اس سے قبل، وزیر خارجہ ایس جے شنکر نے کہا تھا کہ ہندوستان آبنائے ہرمز کے ذریعے معمول کی نقل و حمل بحال کرنے میں مدد کے لیے ایران کے ساتھ رابطے میں ہے، جو کہ ایک اہم سمندری راستہ ہے جہاں سے دنیا کی تیل کی تجارت کا تقریباً پانچواں حصہ گزرتا ہے۔ بات چیت اور ہم آہنگی کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ ہندوستان کے مفاد میں ہے کہ وہ علاقائی شراکت داروں کے ساتھ مل کر ایک عملی حل تلاش کرے جس سے جہاز رانی سے متعلق ٹریفک محفوظ طریقے سے دوبارہ شروع ہو سکے۔ وزیر نے ایل پی جی جہازوں شوالک ※ اور نندا دیوی ※ کی نقل و حمل کو اس بات کا ثبوت قرار دیا کہ سفارتی کوششیں نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہیں۔ تاہم، جے شنکر نے واضح کیا کہ ابھی تک ہندوستانی پرچم والے تمام جہازوں کے گزرنے کے لیے کوئی جامع انتظام موجود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جہازوں کے لیے کلیئرنس فی الحال انفرادی طور پر ہینڈل کی جا رہی ہے، اور آبی گزرگاہ سے ہر ٹرانزٹ کا جائزہ کیس ٹو کیس بنیادوں پر لیا جا رہا ہے۔

بی جے پی کی مخالفت کرتے کرتے کانگریس ہندوستان کے خلاف کھڑی نظر آ رہی ہے: سمبت پاترا

نئی دہلی، 17 مارچ (یو این آئی) بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے ترجمان سمبت پاترا نے کانگریس کو نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ کانگریس آج بی جے پی اور وزیر اعظم نریندر مودی کی مخالفت میں بولتے بولتے ہندوستان کے خلاف کھڑی نظر آ رہی ہے۔ مسٹر پاترا نے منگل کو پارلیمنٹ ہاؤس کے احاطے میں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ امریکی ادارے یونائیٹڈ اسٹیٹ کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجیئس فریڈم (یو ایس سی آئی آر ایف) نے مارچ 2026 کی رپورٹ میں راشٹریہ سویم سیوک سنگھ (آر ایس ایس) اور ملک کی خفیہ ایجنسی ریسرچ اینڈ انالیسس ونگ (آر اے ڈبلیو) پر پابندی لگانے کی بات کہی ہے۔ جناب پاترا نے کہا کہ اس رپورٹ پر حکومتِ ہند کی طرف سے وزارتِ خارجہ نے اپنے واضح جواب میں کہا ہے کہ یہ امریکی کمیشن سبجیکٹیو (ذاتی پسند و ناپسند) طریقے سے کام کرتا ہے اور اس کے ذرائع قابلِ بھروسہ نہیں ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس رپورٹ میں نہ تو مقصدیت ہے اور نہ ہی کوئی ٹھوس حقائق، جس کی وجہ سے حکومتِ ہند نے اسے مکمل طور پر مسترد کر دیا ہے۔

تعلیمی خدمات کا سنہری باب: اردو پرائمری اسکول موہد کے استاد اعجاز احمد راہی کی سبکدوشی پر الوداعی تقریب

برہانپور (نامہ نگار): الیاس احمد.......

اردو پرائمری اسکول موہد کے سینئر مدرس اور ہر دلعزیز شخصیت جناب "الحاج اعجاز احمد راہی" "28 سال" کی طویل اور مثالی تعلیمی خدمات کے بعد سبکدوش (ریٹائر) ہو گئے۔ اس پروقار موقع پر گورنمنٹ مڈل اسکول موہد میں ایک پُراثر "الوداعی اور تہنیتی" تقریب کا انعقاد کیا گیا، جس میں تعلیمی و سماجی شخصیات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

پروقار تقریب اور اعزازات

پروگرام کی صدارت گاؤں کے سرپنچ رفیق خان تڑوی نے کی۔ اس موقع پر ہندی اور اردو اسکول کے تمام اسٹاف اور دیہاتیوں نے اعجاز راہی صاحب کی تعلیمی خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں "شال، شری پھل اور گراں قدر تحائف سے نوازا"۔ ان کے شاگرد ڈاکٹر سمیر منصوری نے بھی اپنے استاد کو "خصوصی تحفہ" پیش کر کے اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔

سرکردہ شخصیات کی شرکت

تقریب میں محکمہ تعلیم کے اعلیٰ حکام بشمول وجے تلسکر (ڈی پی سی)، محمد فہیم (ضلع مدرسہ اردو انچارج)، اور جن شکشک ہارون شیخ، رفیق شیخ، سنجے واگھ نے شرکت کی۔ مقررین نے اپنے خطاب میں کہا کہ: اعجاز راہی صاحب نے "پوری ایمانداری اور لگن" کے ساتھ تعلیم کے شعبے میں جو خدمات انجام دیں، وہ ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ ان کی "سادگی اور محنت" اسکول کے عملے اور طلبہ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔" اس موقع پر پربھاری پرنسپل رویندر پاٹل، لکھن سنگھ برنے، دنیش سنگھ بندیلے، سنجے برنے، محمد منصور، ظفر موسیٰ تڑوی، آتمارام سونونے، ماتا دین اہیروار، اور سید بہادر میر سمیت تمام اساتذہ نے ان کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

نظامت و اظہارِ تشکر

پروگرام کی نظامت سنجے سنگھ برنے نے بحسن و خوبی انجام دی، جبکہ آخر میں جناب اعجاز احمد راہی نے تمام مہمانوں، رفقائے کار اور اہلِ وطن کا "شکریہ" ادا کرتے ہوئے سب کی محبتوں کو اپنی زندگی کا "اثاثہ" قرار دیا۔

گھریلو اور عوامی استقبال

اسکول کی تقریب کے بعد شام میں ان کی رہائش گاہ پر ماسٹر افتخار بخش، عقیل احمد، محمد آصف خان اور حافظ عبدالحمید خان نے جوڑا مٹھائی اور پھولوں کے ہار پہنا کر ان کا شاندار استقبال کیا۔ بعد ازاں اقبال چوک میں ایڈوکیٹ یونس پٹیل، ریاض محمد، مشتاق نظامی، فضل الرحمن، شہاب الدین، شفیق الرحمن، شیخ ہارون اور الطاف احمد نے ان کا منہ میٹھا کرایا۔ اگلے روز کیلاش جیونت سر نے بھی ان کے گھر پہنچ کر شال و شری پھل سے ان کی عزت افزائی کی۔ دوسرے دن انکے بچے کے دوست و ہم منصب ساتھی جاوید محمد نے مع اہلیہ کے غریب خانہ تشریف لا کر ناول گلدستہ اور مٹھائی کھلا کر والہانہ استقبال کیا۔ اور ان کی "درازی عمر کی دعا" کی۔ شام میں ہندوستانی مسجد کے سامنے انکے دیرینہ دوست ریاض الحق انصاری اور انکے رفقاء نے پھول ہار سے استقبال کیا....اور دعائیں دی...

چار دہائیوں سے غیر سودی مالیاتی خدمات کا معتبر نام بیت النصر اور سلیم قاضی کی قیادت میں خدمت کا سفر

ممبئی: ممبئی کی سماجی اور معاشی زندگی میں چند ادارے ایسے بھی ہیں جو خاموشی کے ساتھ مگر مستقل مزاجی کے ساتھ قوم و ملت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ انہی اداروں میں ایک نمایاں نام بیت النصر کا ہے، جو گزشتہ تقریباً چار دہائیوں سے غیر سودی مالیاتی نظام کے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے معاشرے کے کمزور اور متوسط طبقات کو سہارا دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس ادارے نے نہ صرف مالیاتی معاملات میں ایک متبادل راستہ فراہم کیا بلکہ معاشرتی، تعلیمی اور اخلاقی بیداری کے فروغ میں بھی اپنا کردار ادا کیا ہے۔ بیت النصر کے مینجنگ ڈائریکٹر سلیم قاضی کی قیادت میں یہ ادارہ مسلسل ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ان کی انتظامی صلاحیت، دیانت دارانہ طرزِ عمل اور سماجی شعور نے اس ادارے کو اعتماد اور اعتبار کی ایک ایسی منزل تک پہنچایا ہے جہاں عام لوگ اسے صرف ایک مالیاتی ادارہ نہیں بلکہ ایک سماجی خدمت گاہ کے طور پر دیکھتے ہیں۔ رمضان المبارک کے موقع پر سلیم قاضی کی مصروفیات کے باوجود مختلف سماجی، تعلیمی اور دینی موضوعات پر ان سے ہونے والی گفتگو میں کئی اہم نکات سامنے آئے جو نہ صرف بیت النصر کے مشن کو واضح کرتے ہیں بلکہ مسلمانوں کی موجودہ سماجی صورتحال پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔

غیر سودی بینکاری کا ایک عملی نمونہ

بیت النصر کی بنیاد اس نظریے پر رکھی گئی تھی کہ معاشرے میں ایسے مالیاتی اداروں کی ضرورت ہے جو سود سے پاک اصولوں پر کام کریں اور لوگوں کو معاشی طور پر مستحکم بنانے میں مدد دیں۔ گزشتہ چالیس برسوں میں اس ادارے نے ہزاروں افراد کو چھوٹے کاروبار شروع کرنے، معاشی مشکلات سے نکلنے اور خود کفالت کی طرف قدم بڑھانے میں مدد فراہم کی ہے۔ سلیم قاضی کا کہنا ہے کہ غیر سودی مالیاتی نظام صرف ایک معاشی تصور نہیں بلکہ ایک اخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔ ان کے مطابق اگر معاشرے کے کمزور طبقات کو بغیر سود کے مالی مدد فراہم کی جائے تو وہ نہ صرف اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکتے ہیں بلکہ معاشرے کی ترقی میں بھی حصہ دار بن سکتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بیت النصر کی کامیابی کی اصل وجہ اس کے کارکنان اور معاونین کی مشترکہ محنت ہے۔ ادارے کے مختلف عہدیداران اور رضاکار اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ ہر ضرورت مند تک مدد پہنچ سکے اور مالی معاملات میں شفافیت اور اعتماد کو برقرار رکھا جائے۔

رمضان المبارک اور ادارہ جاتی سرگرمیاں

رمضان المبارک مسلمانوں کے لیے عبادت، اصلاح اور خود احتسابی کا مہینہ ہے، لیکن سماجی اداروں کے لیے یہ خدمت کے مواقع بھی لے کر آتا ہے۔ بیت النصر میں بھی رمضان کے دوران کام کے اوقات اور سرگرمیوں میں کچھ تبدیلیاں کی جاتی ہیں تاکہ ملازمین اور وابستگان عبادات اور دینی مصروفیات کے ساتھ اپنے فرائض بھی بہتر انداز میں انجام دے سکیں۔ سلیم قاضی کے مطابق رمضان میں ادارے کے اوقات کار کو اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے کہ لوگوں کو سہولت بھی ملے اور ملازمین بھی افطار، نماز اور تراویح میں شریک ہو سکیں۔ عام دنوں میں جہاں کام صبح سے شام تک جاری رہتا ہے، وہیں رمضان میں اوقات کار میں لچک پیدا کی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس مہینے میں صرف ادارہ ہی نہیں بلکہ پورا معاشرہ ایک مختلف روحانی فضا میں ڈھل جاتا ہے۔ لوگ زیادہ فراخ دلی کے ساتھ دوسروں کی مدد کرتے ہیں اور یہی وہ جذبہ ہے جسے بیت النصر اپنے کام کا بنیادی حصہ سمجھتا ہے۔

بچپن کی رمضان یادیں۔۔ رمضان کا ذکر آتے ہی سلیم قاضی کو اپنے بچپن کی یادیں بھی تازہ ہو جاتی ہیں۔ وہ مسکراتے ہوئے بتاتے ہیں کہ اس زمانے میں سہولتیں کم تھیں مگر روحانیت اور سادگی زیادہ تھی۔ ان کے مطابق اس دور میں مساجد میں لاؤڈ اسپیکر عام نہیں تھے۔ لوگ وقت کا اندازہ مختلف طریقوں سے لگاتے تھے۔ ان کے محلے کی مسجد میں ایک خاص نظام تھا جہاں اذان کے اوقات بتانے کے لیے رنگین بتیوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ وہ یاد کرتے ہیں کہ مسجد کے اوپر ایک بلب نصب تھا۔ جب سحری کا وقت ختم ہونے کے قریب ہوتا تو سرخ بتی جلتی تھی اور لوگ فوراً سحری ختم کر دیتے تھے۔ اسی طرح مغرب کے وقت جب سبز بتی روشن ہوتی تو روزہ افطار کیا جاتا تھا۔ ان کے بقول اس سادگی میں ایک خاص روحانی لطف تھا جو آج بھی ذہن میں تازہ ہے۔ یہ یادیں اس بات کا احساس دلاتی ہیں کہ وقت کے ساتھ سہولتیں تو بڑھ گئی ہیں مگر ان پرانی روایتوں میں ایک خاص اپنائیت اور اجتماعی احساس موجود تھا۔

مسلمانوں کی تعلیمی صورتحال۔ گفتگو کے دوران سلیم قاضی نے مسلمانوں کی تعلیمی صورتحال پر بھی تفصیل سے اظہار خیال کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ گزشتہ دو تین دہائیوں میں مسلمانوں کے اندر تعلیم کے حوالے سے شعور میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے ایسا ہوتا تھا کہ بہت سے خاندانوں میں بچے ابتدائی تعلیم کے بعد ہی تعلیم چھوڑ دیتے تھے، مگر اب صورتحال بدل رہی ہے۔ آج مسلمانوں کے بچے نہ صرف گریجویشن بلکہ پوسٹ گریجویشن اور پیشہ ورانہ تعلیم کے میدانوں میں بھی آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان کے مطابق خاص طور پر میڈیکل، انجینئرنگ، قانون اور دیگر پیشہ ورانہ شعبوں میں مسلم نوجوانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو ایک مثبت علامت ہے۔ سلیم قاضی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تعلیم صرف روزگار کے حصول کا ذریعہ نہیں بلکہ شعور اور کردار سازی کا بھی اہم ذریعہ ہے۔ ایک تعلیم یافتہ فرد نہ صرف اپنی زندگی بہتر بناتا ہے بلکہ پورے معاشرے پر مثبت اثر ڈالتا ہے۔

اخلاقیات کی اہمیت۔۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ سلیم قاضی اخلاقیات کو بھی انتہائی اہم قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق اگر تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت نہ ہو تو معاشرہ حقیقی ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے کردار اور رویے سے اسلام کی تعلیمات کو ظاہر کریں۔ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک، سماجی ذمہ داریوں کا احساس اور دیانت داری وہ اقدار ہیں جو ایک صحت مند معاشرے کی بنیاد بنتی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک مسلمان کی پہچان صرف اس کی عبادات سے نہیں بلکہ اس کے کردار سے بھی ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے محلے، اپنے کام کی جگہ اور معاشرے میں ایمانداری اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرے تو یہ خود اسلام کی بہترین تبلیغ بن جاتی ہے۔

بیت النصر کی سماجی خدمات۔ بیت النصر صرف مالیاتی خدمات تک محدود نہیں بلکہ مختلف سماجی اور فلاحی سرگرمیوں میں بھی فعال کردار ادا کرتا ہے۔ ادارہ تعلیم کے فروغ، ضرورت مندوں کی مدد اور سماجی بیداری کے پروگراموں میں بھی حصہ لیتا ہے۔ سلیم قاضی کے مطابق ان کی کوشش ہوتی ہے کہ مالیاتی خدمات کے ساتھ ساتھ معاشرے کے دیگر مسائل پر بھی توجہ دی جائے۔ اسی لیے ادارہ مختلف تعلیمی اور سماجی منصوبوں میں تعاون فراہم کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک مضبوط معاشرہ صرف اقتصادی ترقی سے نہیں بلکہ تعلیم، اخلاقیات اور باہمی تعاون سے تشکیل پاتا ہے۔ اسی نظریے کو سامنے رکھتے ہوئے بیت النصر اپنے دائرہ کار کو وسیع کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

قیادت اور ٹیم ورک۔ سلیم قاضی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کسی بھی ادارے کی کامیابی صرف ایک فرد کی کوششوں کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک پوری ٹیم کی محنت کا ثمر ہوتی ہے۔ وہ اپنے معاونین، عہدیداران اور کارکنان کا خصوصی طور پر ذکر کرتے ہیں جو دن رات محنت کر کے ادارے کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کے مطابق بیت النصر کی سب سے بڑی طاقت اس کی ٹیم ہے جو دیانت داری اور خدمت کے جذبے کے ساتھ کام کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ادارے نے لوگوں کے دلوں میں اعتماد کی ایک مضبوط بنیاد قائم کی ہے۔

مستقبل کے عزائم۔ سلیم قاضی کا کہنا ہے کہ بیت النصر آئندہ برسوں میں اپنی خدمات کو مزید وسیع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ خاص طور پر نوجوانوں اور چھوٹے کاروباری افراد کو مالی سہولتیں فراہم کرنے کے منصوبوں پر غور کیا جا رہا ہے۔ ان کے مطابق اگر نوجوانوں کو مناسب مالی مدد اور رہنمائی ملے تو وہ نہ صرف اپنی زندگی بدل سکتے ہیں بلکہ معاشرے کی اقتصادی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ غیر سودی مالیاتی نظام مستقبل میں ایک مؤثر متبادل کے طور پر ابھر سکتا ہے، بشرطیکہ اسے دیانت داری اور پیشہ ورانہ انداز میں چلایا جائے۔ چار دہائیوں پر مشتمل بیت النصر کا سفر اس بات کی مثال ہے کہ اگر کسی ادارے کے پاس واضح مقصد، دیانت دار قیادت اور خدمت کا جذبہ موجود ہو تو وہ محدود وسائل کے باوجود بھی معاشرے میں بڑا اثر پیدا کر سکتا ہے۔ سلیم قاضی اور ان کے رفقا کی کوششیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ سماجی خدمت صرف بڑے بڑے دعوؤں سے نہیں بلکہ مسلسل محنت، خلوص اور اعتماد سے ممکن ہوتی ہے۔ آج جب معاشی مسائل اور سماجی چیلنجز بڑھ رہے ہیں، ایسے اداروں کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جو نہ صرف مالی مدد فراہم کریں بلکہ معاشرے میں امید، تعاون اور اخلاقی اقدار کو بھی فروغ دیں۔ بیت النصر کا سفر اسی امید اور خدمت کی روایت کا تسلسل ہے ایک ایسا سفر جو آنے والے برسوں میں بھی قوم و ملت کی فلاح کے لیے جاری رہنے کی توقع رکھتا ہے۔

حافظ محمد غیاث الدین: پچیس سال سے حق و انصاف کی لڑائی نصف صدی کی دینی و صحافتی خدمات، ممبئی راج بھون کی مسجد کی امامت، روزنامہ انقلاب کی کتابت اور قرآنِ کریم کی خطاطی کے ساتھ انصاف کی جدوجہد کی داستان

ممبئی، 17 مارچ: ممبئی ایک ایسا شہر ہے جہاں ہر روز ہزاروں لوگ اپنے خوابوں کو حقیقت بنانے کی امید کے ساتھ قدم رکھتے ہیں۔ کوئی روزگار کی تلاش میں آتا ہے، کوئی قسمت آزماتا ہے اور کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنی زندگی کی محنت، خدمت اور جدوجہد کے ذریعے ایک پوری نسل کے لیے مثال بن جاتے ہیں۔ حافظ محمد غیاث الدین بھی انہی شخصیات میں شامل ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کے تقریباً پچاس برس دینی خدمات، اردو صحافت، قرآنِ کریم کی کتابت اور مزدوروں کے حقوق کی طویل جدوجہد کے لیے وقف کر دیے۔ ان کی زندگی ایک سادہ انسان کی کہانی نہیں بلکہ ایک ایسے دور کی گواہی ہے جس میں اردو صحافت کے عروج و زوال، مذہبی خدمات کی روایت اور محنت کش طبقے کی جدوجہد سب ایک ساتھ نظر آتے ہیں۔ قرآنِ کریم کی خطاطی سے لے کر اخباری کتابت تک اور پھر انصاف کے لیے پچیس سال کی طویل لڑائی تک، حافظ محمد غیاث الدین کا سفر صبر، استقامت اور ایمان کی ایک زندہ مثال ہے۔

ممبئی آمد: خوابوں اور مشکلات کا آغاز

حافظ محمد غیاث الدین سن 1977 میں ممبئی آئے۔ اس وقت یہ شہر ان کے لیے ایک نئی دنیا تھا۔ یہاں کی رفتار تیز تھی، ماحول مختلف تھا اور زندگی کے تقاضے بھی سخت تھے۔ مگر یہی شہر ان کی زندگی کا میدانِ عمل بننے والا تھا۔ ابتدائی دنوں میں انہوں نے مختلف اداروں میں کام کیا۔ کبھی چھوٹی ملازمتیں کیں، کبھی وقتی کام کر کے زندگی کی گاڑی چلائی۔ اس دوران وہ شہر کے مزاج کو سمجھتے رہے اور اپنی راہ تلاش کرتے رہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ممبئی صنعتی اور تجارتی اعتبار سے تیزی سے ترقی کر رہا تھا۔ ملک کے مختلف علاقوں سے لوگ یہاں آ کر بس رہے تھے۔ ایسے ماحول میں اپنی شناخت بنانا آسان نہیں تھا، لیکن حافظ محمد غیاث الدین نے صبر اور محنت کے ساتھ اپنا راستہ بنایا۔ اسی دوران ان کا تعلق اجمل پریس سے قائم ہوا۔ یہ پریس اس زمانے میں اردو کتابت اور طباعت کا ایک اہم مرکز تھا۔ یہاں انہوں نے کتابت کے فن کو قریب سے سیکھا۔ یہی وہ مرحلہ تھا جس نے ان کے اندر خطاطی اور تحریر کا شوق پیدا کیا۔ سن 1978 کے آس پاس انہوں نے باقاعدہ طور پر کتابی اور تحریری کاموں کا آغاز کیا۔

راج بھون کی مسجد میں امامت

1980 کی دہائی میں حافظ محمد غیاث الدین کی زندگی میں ایک اہم مرحلہ آیا جب انہیں ممبئی کے راج بھون میں واقع مسجد میں امامت کے فرائض انجام دینے کا موقع ملا۔ راج بھون دراصل مہاراشٹر کے گورنر کی سرکاری رہائش گاہ ہے اور یہاں کی مسجد بھی اپنی ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اس دور میں مہاراشٹر کی سیاست میں ایک نمایاں شخصیت عبدالرحمن انتولے تھے جو ریاست کے وزیر اعلیٰ رہے۔ حافظ محمد غیاث الدین کا ان سے اچھا تعلق قائم ہوا اور وہ اس زمانے میں مذہبی اور سماجی سرگرمیوں میں کافی سرگرم رہے۔ راج بھون میں امامت کے دوران انہیں مختلف سرکاری شخصیات، دانشوروں اور سماجی کارکنوں سے ملنے کا موقع ملا۔ یہ تجربہ ان کی شخصیت کو وسعت دینے والا ثابت ہوا اور ان کی پہچان مختلف حلقوں تک پھیل گئی۔

اخبار اور کتابت کا سنہری دور

ممبئی کی اردو صحافت میں روزنامہ انقلاب کا ایک نمایاں مقام رہا ہے۔ حافظ محمد غیاث الدین کی زندگی کا ایک طویل حصہ اسی ادارے کے ساتھ وابستہ رہا۔ وہ تقریباً پچیس سے تیس سال تک اس اخبار میں کتابت کے شعبے سے وابستہ رہے۔ اس زمانے میں اخبارات کی تیاری آج کی طرح کمپیوٹر کے ذریعے نہیں ہوتی تھی۔ مضامین، سرخیاں اور دیگر مواد ہاتھ سے لکھے جاتے تھے۔ کاتب حضرات نہایت مہارت اور صبر کے ساتھ اخباری صفحات کو تیار کرتے تھے۔ حافظ محمد غیاث الدین بھی انہی ماہر کاتبوں میں شامل تھے جن کے ہاتھ کی لکھائی نہ صرف صاف اور خوبصورت ہوتی تھی بلکہ اخبار کے معیار کو بھی بلند کرتی تھی۔ 1980 اور 1990 کی دہائی روزنامہ انقلاب کے لیے بھی ایک متحرک دور تھا۔ اس زمانے میں دفتر کا ماحول علمی اور صحافتی سرگرمیوں سے بھرپور ہوتا تھا۔ صحافیوں، مدیران اور کاتبوں کے درمیان فکری گفتگو ہوتی اور ایک طرح کا علمی ماحول قائم رہتا تھا۔

انصاف کی طویل جنگ

لیکن اس سنہری دور کے بعد ایک ایسا مرحلہ آیا جس نے کئی محنت کشوں کی زندگی کو بدل کر رکھ دیا۔ حافظ محمد غیاث الدین کے مطابق ایک ایڈیٹر کی سازش اور انتظامیہ کے غیر انسانی رویے کے نتیجے میں ادارے کے ایڈیٹوریل شعبے میں بڑے پیمانے پر تبدیلیاں کی گئیں۔ اس سازش کے تحت پہلے تقریباً تیس افراد سے استعفیٰ لے کر انہیں ادارے سے باہر کر دیا گیا۔ اس کے بعد کتابت کے شعبے کے پندرہ سے بیس کاتب بھی متاثر ہوئے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنی جوانی اور محنت اس ادارے کو دی تھی، مگر اچانک انہیں بے روزگاری اور بے یقینی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ معاملہ صرف ملازمت سے محرومی تک محدود نہیں رہا بلکہ انصاف کی ایک طویل لڑائی میں تبدیل ہو گیا۔ حافظ محمد غیاث الدین اور ان کے ساتھی گزشتہ پچیس برس سے لیبر کمشنر کے دفتر میں انصاف کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ یہ صرف چند افراد کی لڑائی نہیں بلکہ محنت کش طبقے کے حقوق کی ایک علامت بن چکی ہے۔ افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ اس طویل انتظار کے دوران ان پندرہ بیس کاتبوں میں سے بیشتر دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ کچھ بیمار ہو گئے، کچھ مایوسی میں زندگی کی جنگ ہار گئے۔ آج صرف چند لوگ باقی رہ گئے ہیں جو اب بھی انصاف کی امید میں اس جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ صورتحال ہمارے معاشرتی اور ادارہ جاتی نظام کے لیے ایک بڑا سوال بھی چھوڑ جاتی ہے کہ آخر مزدوروں کو انصاف حاصل کرنے میں اتنا طویل وقت کیوں لگ جاتا ہے۔

قرآنِ کریم کی خطاطی: زندگی کا روحانی پہلو

صحافتی اور قانونی جدوجہد کے ساتھ ساتھ حافظ محمد غیاث الدین کی زندگی کا سب سے روشن پہلو قرآنِ کریم کی خدمت ہے۔ انہوں نے نہ صرف قرآنِ کریم کی تلاوت اور تعلیم کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا بلکہ اس کی کتابت اور خطاطی بھی کی۔ ان کے مطابق قرآن لکھنا صرف ایک فنی مہارت نہیں بلکہ ایک روحانی عبادت ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ یہ کام کسی منصوبہ بندی کے تحت شروع نہیں ہوا بلکہ دل کے ایک جذبے کے تحت شروع ہوا تھا۔ آہستہ آہستہ یہ شوق ایک مستقل خدمت میں تبدیل ہو گیا۔ آج بھی ستر سے بہتر برس کی عمر میں وہ کلامِ الٰہی کی خطاطی کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں آج بھی وہی روانی اور محبت محسوس ہوتی ہے جو ایک سچے خادمِ قرآن کے دل میں ہوتی ہے۔

رمضان المبارک اور قرآن کی محفلیں

رمضان المبارک کا مہینہ حافظ محمد غیاث الدین کے لیے خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ اس مہینے میں وہ نمازِ عصر کے بعد قرآنِ کریم کی تلاوت اور تعلیم کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ علاقے کے لوگ بڑی عقیدت کے ساتھ ان محفلوں میں شریک ہوتے ہیں۔ ان محفلوں میں نہ صرف قرآن کی تلاوت ہوتی ہے بلکہ اس کے معانی اور پیغام کو بھی سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کے مطابق رمضان کا مہینہ دراصل انسان کو قرآن کے قریب لانے کا ایک بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔

صبر، امید اور جدوجہد کی داستان

حافظ محمد غیاث الدین کی زندگی دراصل صبر اور امید کی ایک طویل داستان ہے۔ ایک طرف قرآن کی خدمت ہے، دوسری طرف صحافت کا تجربہ اور تیسری طرف انصاف کے لیے پچیس برس کی جدوجہد۔ وہ کہتے ہیں کہ زندگی میں مشکلات آتی ہیں مگر انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اگر نیت صاف ہو اور مقصد درست ہو تو ایک نہ ایک دن انصاف ضرور ملتا ہے۔ ان کی زندگی اس حقیقت کی مثال ہے کہ انسان اگر ایمان، علم اور محنت کو اپنا شعار بنا لے تو وہ حالات کی سختیوں کے باوجود اپنی راہ بنا سکتا ہے۔ قرآن کی خدمت، مسجد کی امامت، اردو صحافت میں طویل تجربہ اور مزدوروں کے حقوق کے لیے پچیس برس کی جدوجہد یہ سب مل کر حافظ محمد غیاث الدین کی زندگی کو ایک ایسی داستان بنا دیتے ہیں جس میں خدمت بھی ہے، قربانی بھی ہے اور انصاف کی امید بھی۔ اور شاید یہی امید انسان کو زندہ رکھتی ہے کہ ایک دن سچ اور انصاف ضرور غالب آئے گا۔